گرامی قدر جناب ________________ صاحب زید مجدکو

عید الاضحیٰ کے مبارک موقعہ پر

جامعہ عثمانیہ پشاور

کو نہ بھولیں۔ قربانی کا گوشت خود کھائیں، رشتہ داروں اور دوستوں کو کھلائیں۔ اور قربانی کی کھال یا اس کی قیمت جامعہ عثمانیہ کو دے کر مہمانان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سرپرستی فرمائیں تاکہ آپ کی ادنیٰ توجہ سے یہ نوخیز ادارہ اپنا علمی سفر جاری رکھ سکے۔ اور آپ بھی اس ادارہ کے دینی ..... مساعی میں شریک ہوں

… ئے رابطہ

… لیات

جامعہ عثمانیہ … روڈ پشاور صدر

فون [illegible]

اے بی سی آڈٹ بیورو سرکولیشن کی مصدقہ اشاعت

جامعہ عثمانیہ پشاور کا ترجمان

ماہنامہ العصر پشاور

مجلس ادارت
مدیر مسئول
مفتی غلام الرحمٰن
نائب مدیر
مولانا ذاکر حسن نعمانی

مجلس مشاورت
مولانا حسین احمد
مفتی نجم الرحمٰن

قانونی مشیر
جناب نثار خان ایڈووکیٹ

جلد نمبر ۶ شمارہ نمبر ۲

جنوری ۲۰۰۰ء / ذی القعدہ ۱۴۲۰ھ

رابطہ فون دفتر نمبر
۰۹۱-۲۷۳۵۶۱

پوسٹ بکس نمبر ۱۲۰۹ پشاور صدر - صوبہ سرحد پاکستان

زیر سرپرستی حضرت مولانا سید شیر علی شاہ زید مجدہم حضرت مولانا حکیم لطف الرحمٰن صاحب زید مجدہم

قیمت -/10 روپے

فہرست مضامین

ذہنی غلامی کی عکاسی	اداریہ	۲
محاسن القرآن	مفتی غلام الرحمٰن	۶
قرآن وحدیث کی تشریح کا حق کس کو؟	مولانا ذاکر حسن نعمانی	۱۰
دار الافتاء	مفتی غلام الرحمٰن	۲۰
سی ٹی بی ٹی کیا ہے؟	ڈاکٹر وقار حسین	۲۵
آہ! مولانا سید ابو الحسن علی ندوی	ڈاکٹر ظہور احمد ظہور	۳۲
پرویزیوں کو اجماع امت نے غیر مسلم قرار دے دیا ہے	عبد الخالق سیٹھی	۳۶
محسن انسانیت لحد سے لحد تک	مولانا انعام اللہ قاسمی	۳۹
اخبار الجامعہ	مولانا حمید اللہ جان	۴۷

ناشر و دفتر مفتی غلام الرحمان نے وحدت پرنٹنگ پریس خیبر بازار پشاور سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ العصر جامعہ عثمانیہ عثمانیہ کالونی نوتھیہ روڈ پشاور صدر سے شائع کیا

بدل اشتراک فی پرچہ ۱۰ روپے / سالانہ اندرون ملک ۱۲۰ روپے بیرون ملک [illegible] ڈالر کی قیمت

ذہنی غلامی کی عکاسی

امریکہ کے صدر بل کلنٹن زمانہ اقتدار کے آخری شش ماہی کو کامیاب بنانے کے لئے برصغیر کے دورہ کے لئے پر تول رہے ہیں کہا جاتا ہے کہ آپ اس موقعہ پر بھارت اور بنگلہ دیش جائیں گے پاکستان آنے کے بارے میں کوئی خاص عندیہ تاحال سامنے نہیں آیا جس سے عموماً یہ تاثر لیا جارہا ہے شاید پاکستان آپ کے دورہ کی سعادت سے محروم رہے بھارت یہی کوشش کر رہا ہے کہ کلنٹن کے دورہ کی فہرست میں پاکستان کا نام نہ آنے پائے جبکہ پاکستان دشمن کے اس معاندانہ رویّہ کو ناکام بنانے کے بارے میں سوچ رہا ہے۔

بھارت کی ملک دشمن پالیسی کو ناکام بنانا ہر پاکستانی کا مذہبی اور قومی فریضہ ہے اس کے بارے میں جو سنجیدہ کوشش ہو وہ قابل تحسین سمجھی جاتی ہے لیکن حکومت کے امریکہ نواز کارندے اس کے بارے میں جس کردار کا مظاہرہ کر رہے ہیں وہ ایمانی غیرت اور مذہبی تشخص سے متصادم ہے ایک رنگیلے صدر کے دورہ کے لئے اپنی خودی کو قربان کر کے اتنی چاپلوسی ایک آزاد قوم کو زیب نہیں دیتی ارباب اقتدار دورہ کے لئے جو درخواستیں دے رہے ہیں اور امریکہ اس پر بے التفاتی کا جو مظاہرہ کر رہا ہے اس سے پاکستانی قوم کی پسماندگی کا ثبوت ملتا ہے جبکہ مسلمان ایک خوددار قوم ہے رب کائنات کے سوا کسی مخلوق کی چوکھٹ پر سر جھکانا مسلمان کے لئے گناہ کبیرہ کے مترادف ہے جو ناقابل معافی گناہ سمجھا جاتا ہے یہ صرف رب کائنات کی ربوبیت سے بغاوت نہیں بلکہ خود انسانی عظمت کی تذلیل و تحقیر کے مترادف ہے دنیوی مفادات کے حصول کے لئے اپنی غیرت کا سودا کرنا دانشمندی کا تقاضا نہیں۔

کلنٹن پاکستان کا دورہ کرے یا نہ کرے بھارت کی طرف اس کا جھکاؤ اور میلان اس کی خارجہ پالیسی کا ناقابل تبدیل حصہ ہے۔ عالمی حالات پر نظر رکھنے والے تجزیہ نگاروں کا کہنا ہے چین صنعتی میدان میں جس انداز سے ابھر رہا ہے اس سے آئندہ عشرہ میں جو مقام حاصل ہوگا وہ امریکہ کے لئے ناقابل برداشت ہے چین کی اس ترقی میں امریکہ کو اپنی موت نظر آرہی ہے اس لئے امریکہ کو جنوب ایشیاء میں کسی ایسے کارندے کی ضرورت ہے جو چین کا مقابلہ کر کے امریکی مفادات کا تحفظ کر سکے اپنی ذمہ داریاں نبھانے کے لئے بھارت کے سوا کوئی موزون شخص امریکہ کو نہیں ملتا پاکستان اگر امریکی مفادات کے تحفظ کا لاکھ دفعہ یقین دہانی کرائے لیکن چین جیسے دیرینہ دوست کے مقابلہ میں کھڑا ہونا نمک حرامی اور احسان فراموشی سے کم نہیں اور نہ پاکستانی قوم اس کے بارے میں سوچ سکتی ہے ممکن ہے امریکہ اس مقصد کے حصول کے لئے بھارت کی نازبرداریاں برداشت کرے اور کیا کچھ قربانیاں پیش کرے لیکن اس کے سوا امریکہ کے لئے کوئی دوسرا راستہ نظر نہیں آتا ہندو بڑی عیار قوم ہے شاید موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے وہ امریکہ سے سلامتی کونسل میں مستقل رکینت اور ایٹمی کلب کے ممبرشپ کا مطالبہ بھی منوائے لیکن اس کے باوجود کلنٹن انتظامیہ پر اپنی کامیابی تصور کریگا ورنہ بظاہر کلنٹن کے لئے بھارت جانے کے لئے کوئی جواز نہیں کیونکہ بھارت وہ ملک ہے جس نے جنوب ایشیاء میں ایٹمی اسلحہ کی دوڑ کی بنیاد رکھ دی ہے اور پوری دنیا کے لئے خطرہ بنا ہوا ہے مزید براں اندورنی طور پر ایک انتہاپسند جماعت اقتدار پر قابض ہے جو ہندوستان سے اقلیت میں رہنے والے مسلمان اور عیسائیوں کے نام و نشان مٹانے کی کوشش کر رہی ہے لیکن امریکہ اپنے مقصد کے حصول کے لئے ان تمام امور سے چشم پوشی کر کے بھارت کو تعریفی سرٹیفیکیٹ سے نوازنے کے درپے ہیں بھارت کے ماتھے پر بھی زوال روس کے بعد «کرائیہ کے لئے خالی ہے» کا بورڈ لگا ہوا ہے مقبوضہ کشمیر میں انسانیت سوز مظالم سے بھی امریکہ چشم پوشی کر کے سلامتی

ذہنی غلامی کی عکاسی

امریکہ کے صدر بل کلنٹن زمانہ اقتدار کے آخری شش ماہی کو کامیاب بنانے کے لئے برصغیر کے دورہ کے لئے پر تول رہے ہیں کہا جاتا ہے کہ آپ اس موقعہ پر بھارت اور بنگلہ دیش جائیں گے پاکستان آنے کے بارے میں کوئی خاص عندئیہ تاحال سامنے نہیں آیا جس سے عموماً یہ تاثر لیا جارہا ہے شاید پاکستان آپ کے دورہ کی سعادت سے محروم رہے بھارت یہی کوشش کر رہا ہے کہ کلنٹن کے دورہ کی فہرست میں پاکستان کا نام نہ آنے پائے جبکہ پاکستان دشمن کے اس معاندانہ روئیہ کو ناکام بنانے کے بارے میں سوچ رہا ہے۔

بھارت کی ملک دشمن پالیسی کو ناکام بنانا ہر پاکستانی کا مذہبی اور قومی فریضہ ہے اس کے بارے میں جو سنجیدہ کوشش ہو وہ قابل تحسین سمجھی جاتی ہے لیکن حکومت کے امریکہ نواز کارندے اس کے بارے میں جس کردار کا مظاہرہ کر رہے ہیں وہ ایمانی غیرت اور مذہبی تشخص سے متصادم ہے ایک رنگیلے صدر کے دورہ کے لئے اپنی خودی کو قربان کرکے اتنی چاپلوسی ایک آزاد قوم کو زیب نہیں دیتی ارباب اقتدار دورہ کے لئے جو درخواستیں دے رہے ہیں اور امریکہ اس پر بے التفاتی کا جو مظاہرہ کر رہا ہے اس سے پاکستانی قوم کی پسماندگی کا ثبوت ملتا ہے جبکہ مسلمان ایک خوددار قوم ہے رب کائنات کے سوا کسی مخلوق کی چوکٹ پر سر جھکانا مسلمان کے لئے گناہ کبیرہ کے مترادف ہے جو ناقابل معافی گناہ سمجھا جاتا ہے یہ صرف رب کائنات کی ربوبیت سے بغاوت نہیں بلکہ خود انسانی عظمت کی تذلیل و تحقیر کے مترادف ہے دنیوی مفادات کے حصول کے لئے اپنی غیرت کا سودا کرنا دانشمندی کا تقاضا نہیں۔

کلنٹن پاکستان کا دورہ کرے یا نہ کرے بھارت کی طرف اس کا جھکاؤ اور میلان اس کی خارجہ پالیسی کا ناقابل تبدیل حصہ ہے۔ عالمی حالات پر نظر رکھنے والے تجزیہ نگاروں کا کہنا ہے چین صنعتی میدان میں جس انداز سے ابھر رہا ہے اس سے آئندہ عشرہ میں جو مقام حاصل ہوگا وہ امریکہ کے لئے ناقابل برداشت ہے چین کی اس ترقی میں امریکہ کو اپنی موت نظر آرہی ہے اس لئے امریکہ کو جنوب ایشیاء میں کسی ایسے کارندے کی ضرورت ہے جو چین کا مقابلہ کرکے امریکی مفادات کا تحفظ کر سکے اپنی ذمہ داریاں نبھانے کے لئے بھارت کے سوا کوئی موزون شخص امریکہ کو نہیں ملتا پاکستان اگر امریکی مفادات کے تحفظ کا لاکھ دفعہ یقین دہانی کرائے لیکن چین جیسے دیرنیہ دوست کے مقابلہ میں کھڑا ہونا نمک حرامی اور احسان فراموشی سے کم نہیں اور نہ پاکستانی قوم اس کے بارے میں سوچ سکتی ہے ممکن ہے امریکہ اس مقصد کے حصول کے لئے بھارت کی ناز برداریاں برداشت کرے اور کیا کچھ قربانیاں پیش کرے لیکن اس کے سوا امریکہ کے لئے کوئی دوسرا راستہ نظر نہیں آتا ہندو بڑی عیار قوم ہے شاید موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے وہ امریکہ سے سلامتی کونسل میں مستقل رکنیت اور ایٹمی کلب کے ممبر شپ کا مطالبہ بھی منوائے لیکن اس کے باوجود کلنٹن انتظامیہ پر اپنی کامیابی تصور کریگا ورنہ بظاہر کلنٹن کے لئے بھارت جانے کے لئے کوئی جواز نہیں کیونکہ بھارت وہ ملک ہے جس نے جنوب ایشاء میں ایٹمی اسلحہ کی دوڑ کی بنیاد رکھ دی ہے اور پوری دنیا کے لئے خطرہ بنا ہوا ہے مزید براں اندورنی طور پر ایک انتہا پسند جماعت اقتدار پر قابض ہے جو ہندوستان سے اقلیت میں رہنے والے مسلمان اور عیسائیوں کے نام ونشان مٹانے کی کوشش کر رہی ہے لیکن امریکہ اپنے مقصد کے حصول کے لئے ان تمام امور سے چشم پوشی کرکے بھارت کو تعریفی سرٹیفیکیٹ سے نوازنے کے درپے ہیں بھارت کے ماتھے پر بھی زوال روس کے بعد «کرائیہ کے لئے خالی ہے» کا بورڈ لگا ہوا ہے مقبوضہ کشمیر میں انسانیت سوز مظالم سے بھی امریکہ چشم پوشی کرکے سلامتی

ذہنی غلامی کی عکاسی

امریکہ کے صدر بل کلنٹن زمانہ اقتدار کے آخری ششماہی کو کامیاب بنانے کے لئے برصغیر کے دورہ کے لئے پر تول رہے ہیں کہا جاتا ہے کہ آپ اس موقعہ پر بھارت اور بنگلہ دیش جائیں گے پاکستان آنے کے بارے میں کوئی خاص عندیہ تاحال سامنے نہیں آیا جس سے عموماً یہ تاثر لیا جارہا ہے شاید پاکستان آپ کے دورہ کی سعادت سے محروم رہے بھارت بھی کوشش کر رہا ہے کہ کلنٹن کے دورہ کی فہرست میں پاکستان کا نام نہ آنے پائے جبکہ پاکستان دشمن کے اس معاندانہ رویئے کو ناکام بنانے کے بارے میں سوچ رہا ہے۔

بھارت کی ملک دشمن پالیسی کو ناکام بنانا ہر پاکستانی کا مذہبی اور قومی فریضہ ہے اس کے بارے میں جو سنجیدہ کوشش ہو وہ قابل تحسین سمجھی جاتی ہے لیکن حکومت کے امریکہ نواز کارندے اس کے بارے میں جس کردار کا مظاہرہ کر رہے ہیں وہ ایمانی غیرت اور مذہبی تشخص سے متصادم ہے ایک رنگیلے صدر کے دورہ کے لئے اپنی خودی کو قربان کرکے اتنی چاپلوسی ایک آزاد قوم کو زیب نہیں دیتی ارباب اقتدار دورہ کے لئے جو درخواستیں دے رہے ہیں اور امریکہ اس پر بے اتفاقی کا جو مظاہرہ کر رہا ہے اس سے پاکستانی قوم کی پسماندگی کا ثبوت ملتا ہے جبکہ مسلمان ایک خوددار قوم ہے رب کائنات کے سوا کسی مخلوق کی چوکھٹ پر سر جھکانا مسلمان کے لئے گناہ کبیرہ کے مترادف ہے جو ناقابل معافی گناہ سمجھا جاتا ہے یہ صرف رب کائنات کی ربوبیت سے بغاوت نہیں بلکہ خود انسانی عظمت کی تذلیل و تحقیر کے مترادف ہے دنیوی مفادات کے حصول کے لئے اپنی غیرت کا سودا کرنا دانشمندی کا تقاضا نہیں۔

کلنٹن پاکستان کا دورہ کرے یا نہ کرے بھارت کی طرف اس کا جھکاؤ اور میلان اس کی خارجہ پالیسی کا ناقابل تبدیل حصہ ہے۔ عالمی حالات پر نظر رکھنے والے تجزیہ نگاروں کا کہنا ہے چین صنعتی میدان میں جس انداز سے ابھر رہا ہے اس سے آئندہ عشرہ میں جو مقام حاصل ہوگا وہ امریکہ کے لئے ناقابل برداشت ہے چین کی اس ترقی میں امریکہ کو اپنی موت نظر آرہی ہے اس لئے امریکہ کو جنوب ایشیاء میں کسی ایسے کارندے کی ضرورت ہے جو چین کا مقابلہ کرکے امریکی مفادات کا تحفظ کر سکے اپنی ذمہ داریاں نبھانے کے لئے بھارت کے سوا کوئی موزوں شخص امریکہ کو نہیں ملتا پاکستان اگر امریکی مفادات کے تحفظ کا لاکھ دفعہ یقین دہانی کرائے لیکن چین جیسے دیرینہ دوست کے مقابلہ میں کھڑا ہونا نمک حرامی اور احسان فراموشی سے کم نہیں اور نہ پاکستانی قوم اس کے بارے میں سوچ سکتی ہے ممکن ہے امریکہ اس مقصد کے حصول کے لئے بھارت کی ناز برداریاں برداشت کرے اور کیا کچھ قربانیاں پیش کرے لیکن اس کے سوا امریکہ کے لئے کوئی دوسرا راستہ نظر نہیں آتا ہندو بڑی عیار قوم ہے شاید موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے وہ امریکہ سے سلامتی کونسل میں مستقل رکنیت اور ایٹمی کلب کے ممبر شپ کا مطالبہ بھی منوائے لیکن اس کے باوجود کلنٹن انتظامیہ پر اپنی کامیابی تصور کریگا ورنہ بظاہر کلنٹن کے لئے بھارت جانے کے لئے کوئی جواز نہیں کیونکہ بھارت وہ ملک ہے جس نے جنوب ایشاء میں ایٹمی اسلحہ کی دوڑ کی بنیاد رکھ دی ہے اور پوری دنیا کے لئے خطرہ بنا ہوا ہے مزید براں اندرونی طور پر ایک انتہا پسند جماعت اقتدار پر قابض ہے جو ہندوستان سے اقلیت میں رہنے والے مسلمان اور عیسائیوں کے نام و نشان مٹانے کی کوشش کر رہی ہے لیکن امریکہ اپنے مقصد کے حصول کے لئے ان تمام امور سے چشم پوشی کرکے بھارت کو تعریفی سرٹیفیکیٹ سے نوازنے کے درپے ہیں بھارت کے ماتھے پر بھی زوال روس کے بعد "کرائے کے لئے خالی ہے" کا بورڈ لگا ہوا ہے مقبوضہ کشمیر میں انسانیت سوز مظالم سے بھی امریکہ چشم پوشی کرکے سلامتی

Scanned with CamScanner

ذہنی غلامی کی عکاسی

امریکہ کے صدر بل کلنٹن زمانہ اقتدار کے آخری شش ماہی کو کامیاب بنانے کے لئے برصغیر کے دورہ کے لئے پر تول رہے ہیں کہا جاتا ہے کہ آپ اس موقعہ پر بھارت اور بنگلہ دیش جائیں گے پاکستان آنے کے بارے میں کوئی خاص عندئیہ تاحال سامنے نہیں آیا جس سے عموماً یہ تاثر لیا جا رہا ہے شاید پاکستان آپ کے دورہ کی سعادت سے محروم رہے بھارت بھی کوشش کر رہا ہے کہ کلنٹن کے دورہ کی فہرست میں پاکستان کا نام نہ آنے پائے جبکہ پاکستان دشمن کے اس معاندانہ رویّہ کو ناکام بنانے کے بارے میں سوچ رہا ہے۔

بھارت کی ملک دشمن پالیسی کو ناکام بنانا ہر پاکستانی کا مذہبی اور قومی فریضہ ہے اس کے بارے میں جو سنجیدہ کوشش ہو وہ قابل تحسین سمجھی جاتی ہے لیکن حکومت کے امریکہ نواز کارندے اس کے بارے میں جس کردار کا مظاہرہ کر رہے ہیں وہ ایمانی غیرت اور مذہبی تشخص سے متصادم ہے ایک رنگیلے صدر کے دورہ کے لئے اپنی خودی کو قربان کر کے اس کی چاپلوسی ایک آزاد قوم کو زیب نہیں دیتی ارباب اقتدار دورہ کے لئے جو دوڑ دھوپ کر رہے ہیں اور امریکہ اس پر بے اتفاقی کا جو مظاہرہ کر رہا ہے اس سے پاکستانی قوم کی پسماندگی کا ثبوت ملتا ہے جبکہ مسلمان ایک خوددار قوم ہے رب کائنات کے سوا کسی مخلوق کی چوکھٹ پر سر جھکانا مسلمان کے لئے گناہ کبیرہ کے مترادف ہے جو ناقابل معافی گناہ سمجھا جاتا ہے یہ صرف رب کائنات کی روایت سے بغاوت نہیں بلکہ خود انسانی عظمت کی تذلیل و تحقیر کے مترادف ہے دنیوی مفادات کے حصول کے لئے اپنی غیرت کا سودا کرنا دانشمندی کا تقاضا نہیں۔

کلنٹن پاکستان کا دورہ کرے یا نہ کرے بھارت کی طرف اس کا جھکاؤ اور میلان اس کی خارجہ پالیسی کا ناقابل تبدیل حصہ ہے۔ عالمی حالات پر نظر رکھنے والے تجزیہ نگاروں کا کہنا ہے چین صنعتی میدان میں جس انداز سے ابھر رہا ہے اس سے آئندہ عشرہ میں جو مقام حاصل ہوگا وہ امریکہ کے لئے ناقابل برداشت ہے چین کی اس ترقی میں امریکہ کو اپنی موت نظر آرہی ہے اس لئے امریکہ کو جنوب ایشیاء میں کسی ایسے کارندے کی ضرورت ہے جو چین کا مقابلہ کر کے امریکی مفادات کا تحفظ کر سکے اپنی ذمہ داریاں نبھانے کے لئے بھارت کے سوا کوئی موزون شخص امریکہ کو نہیں ملتا پاکستان اگر امریکی مفادات کے تحفظ کا لاکھ دفعہ یقین دہانی کرائے لیکن چین جیسے دیرینہ دوست کے مقابلہ میں کھڑا ہونا نمک حرامی اور احسان فراموشی سے کم نہیں اور نہ پاکستانی قوم اس کے بارے میں سوچ سکتی ہے ممکن ہے امریکہ اس مقصد کے حصول کے لئے بھارت کی ناز برداریاں برداشت کرے اور کیا کچھ قربانیاں پیش کرے لیکن اس کے سوا امریکہ کے لئے کوئی دوسرا راستہ نظر نہیں آتا ہندو بڑی عیار قوم ہے شاید موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے وہ امریکہ سے سلامتی کونسل میں مستقل رکنیت اور ایٹمی کلب کے ممبر شپ کا مطالبہ بھی منوائے لیکن اس کے باوجود کلنٹن انتظامیہ پر اپنی کامیابی تصور کریگا ورنہ بظاہر کلنٹن کے لئے بھارت جانے کے لئے کوئی جواز نہیں کیونکہ بھارت وہ ملک ہے جس نے جنوب ایشیاء میں ایٹمی اسلحہ کی دوڑ کی بنیاد رکھ دی ہے اور پوری دنیا کے لئے خطرہ بنا ہوا ہے مزید براں اندرونی طور پر ایک انتہاپسند جماعت اقتدار پر قابض ہے جو ہندوستان سے اقلیت میں رہنے والے مسلمان اور عیسائیوں کے نام و نشان مٹانے کی کوشش کر رہی ہے لیکن امریکہ اپنے مقصد کے حصول کے لئے ان تمام امور سے چشم پوشی کر کے بھارت کو تعریفی سرٹیفیکیٹ سے نوازنے کے درپے ہیں بھارت کے ماتھے پر بھی زوال روس کے بعد [illegible] کے لئے خالی ہے [illegible] کا ورڈ لگا ہوا ہے مقبوضہ کشمیر میں انسانیت سوز مظالم سے بھی امریکہ چشم پوشی کر کے سلامتی

کونسل کے ایجنڈے سے مسئلہ نکال رہے ہیں-امریکہ کی کوشش ہے کہ وہ بھارت پر
عنایات اور مہربانیوں کا دروازہ کھول کر چین کے مقابلہ کے لئے تیار کرے-
صدائے عصر کی ان سطور میں ہم اس کا اظہار بھی کر چکے ہیں کہ مسئلہ کشمیر کے بارے
میں بھی امریکہ کا موقف بھارت سے زیادہ قریب ہے بھارت اور امریکہ دونوں اس پر
متفق ہیں کہ مقبوضہ کشمیر کا الحاق پاکستان سے نہ ہو شاید بھارت اس کے لیے تیار ہو کہ
کشمیر خود مختار ریاست بنے لیکن پاکستان کے ساتھ نہ ملے اگر کشمیر کے بارے میں کہیں
ایسا فیصلہ کیا گیا تو یہ بھی چین کے مقابلہ میں امریکی مفادات کے تحفظ کے لئے ایک اڈہ
کا کام دیگا جبکہ پاکستان کشمیر کی ایسی تقسیم مجاہدین کی قربانیوں سے غداری کے مترادف
سمجھتا ہے اس لئے بھارت کی طرف میلان ابھی امریکہ وقت کی ضرورت سمجھ رہا ہے-
امریکہ کے ایسے کردار پر شکوہ کرنا بے جا ہے کیونکہ امریکہ ڈنکے کی چوٹ پر کہہ رہا
ہے کہ اسکی خارجہ پالیسی اس کے مفادات کے تحفظ پر مبنی ہے جہاں کہیں مفادات کا
تحفظ ہو تو سب کچھ برداشت کرنا پڑتا ہے لیکن جب مفادات کی بات نہ رہے تو پھر کوئی
نہ کوئی بہانہ بنا کر تعلقات خراب کئے جاسکتے ہیں-روس کے مقابلہ میں جب پاکستان کی
ضرورت تھی تو امریکہ کو ایشیاء میں پاکستان سے کوئی بہتر دوست دکھائی نہیں دے رہا
تھا-جہاد افغانستان کے دوران جمہوریت پسندی کے نظریہ کو پس پشت ڈالتے ہوئے
جنرل ضیاء الحق مرحوم کو فوجی حکمران ہونے کے باوجود وہ تحفظات دیئے گئے جو کسی
جمہوری حکمران کو حاصل نہیں رہے لیکن جب روس اپنے منطقی نتیجہ پر پہنچ کر عالمی
مقابلہ کے میدان سے باہر نکلا تو امریکہ کو پاکستان کی ضرورت نہیں رہی اس لئے ایسی
بے رخی اختیار کی گئی جیسا کہ دونوں کے درمیان کوئی شناسائی نہیں تھی آج امریکہ
بھارت کو چین کے مقابلہ میں وہ مقام دلانا چاہتا ہے جو روس کے مقابلہ میں اس نے
پاکستان کو دیا تھا-**وتلک الایام نداولها بین الناس** یعنی یہ وہ زمانے کے
حالات ہیں جنہیں ہم قوموں کے درمیان بدلتے رہتے ہیں-

کلنٹن انتظامیہ خود پاکستان کے بغیر یہ دورہ نامکمل سمجھتی ہے اس لئے امریکہ اگر پاکستان
کو دورہ کی فہرست میں رکھ کر جو مفادات حاصل کر سکتا ہے ان کی خاطر کبھی بھی پاکستان
کو نظر انداز نہیں کریگا لیکن پاکستان کو اس میدان میں اپنی خارجہ پالیسی کے انداز سے
مرتب کرنی پڑے گی جس میں امریکہ پر اعتماد کے بجائے اللہ تعالی کی حاکمیت پر عقیدہ
رکھتے ہوئے اسلامی بلاک کی تشکیل کے لئے سوچنا ہے اگر مغربی ممالک امریکی ڈالر
کے مقابلہ میں اپنی کرنسی لاکر اقتصادی میدان میں اپنے لیے اعتماد کی فضا قائم کر سکتے
ہیں تو کیا اسلامی ممالک کے لئے یہ ممکن نہیں کر وہ اپنے مفادات کا تحفظ اسلامی
اقتصادی منڈی کی تلاش کر کے اسلامی تشخص پر مبنی اعتماد کی فضا بنائے -
یہ صرف کلنٹن نہیں بلکہ اس سے قبل پاکستان کی تاریخ میں صدر ایوب کے دور میں
امریکی صدر آئزن ہاور اور اہل بی جانسن صدر کی حیثیت سے تشریف لائے جبکہ
1970ء میں رچرڈ بی نکسن یحیی کے دور میں اور صدر ضیاء الحق کے دور میں
پاکستان آئے لیکن پاکستان کے بارے میں ان کا آنا کوئی فائدہ مند نہیں رہا-اس لئے
کلنٹن کے دورہ سے بے جا توقعات وابستہ کرنا خوش فہمی کے سوا کچھ نہیں اپنے پاؤں پر
کھڑے ہو کر اپنے مستقبل کے بارے میں سوچنا ضروری ہے-
اگر درخواستیں دے کر کلنٹن کو بلایا گیا پھر اس کے ناجائز مطالبات کے سامنے سر تسلیم
خم کرنا پڑیگا-اسی ٹی بی ٹی سے انکار یا جہادی تنظیموں کو اس ملک میں رہنے کی اجازت
دینا یا اسامہ بن لادن کے مسئلہ میں غفلت آمیز رویئہ رکھنے سے خلاصی ممکن نہیں بلکہ
رمزی یوسف اور ایمل کانسی کی تاریخ کو دہرانے کے لئے تیار رہنا ہوگا- جنگی ذلت
کے نشانات تاحال ہمارے ماتھے پر ثبت ہیں-**والعصر ان الانسان لفی خسر**

عبدالرحمٰن عفی عنہ
۲۱/۱۰/۱۴۲۰ھ

محاسن القرآن

مفتی
غلام الرحمن

وعلم آدم الاسماء کلھا ثم عرضھم علی الملائکۃ فقال انبؤنی باسماء
ھؤلاء ان کنتم صدقین O قالوا سبحنک لا علم لنا الا ما علمتنا انک
انت العلیم الحکیم O قال یا ادم انبئھم باسمائھم فلما انبأھم باسمائھم
قال الم اقل لکم انی اعلم غیب السموت والارض واعلم ماتبدون وما
کنتم تکتمون O(البقرۃ/۳۱،۳۲،۳۳)

ترجمہ:۔ اور اللہ تعالیٰ نے آدم کو سب نام سکھائے پھر ان کو فرشتوں پر پیش کر کے فرمایا
مجھے ان چیزوں کے نام بتائیں اگر تم سچے ہو۔(فرشتوں نے کہا) تو پاک ہے ہم نہیں
جانتے ہیں مگر جتنا تو نے ہم کو سکھایا بے شک تو بڑا جاننے والا اور حکمت والا ہے۔ اللہ
تعالیٰ نے فرمایا اے آدم فرشتوں کو ان چیزوں کے نام تم بتادو۔ پھر آدم علیہ السلام نے
جب فرشتوں کو ان کے نام بتادیے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا
کہ بے شک میں ہی آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ چیزیں جانتا ہوں اور وہ بھی جانتا ہوں جو
تم ظاہر کرتے ہو اور چھپاتے ہو۔

محاسن:۔

تخلیق آدم کے بعد فرشتوں کے سامنے آپ کی عظمت کا عملی مشاہدہ کرایا
جارہا ہے تاکہ فرشتے جان سکیں زمین کی خلافت کا استحقاق اور اہلیت ہم سے حضرت
آدم علیہ السلام میں زیادہ ہے اگرچہ علم و معرفت کے خاص میدانوں سے ہم واقفیت
رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی عبادت ہمارے لئے رات دن کا ایک بہترین مشغلہ ہے لیکن
زمین پر رہتے ہوئے اس کے نظام چلانے سے ہم ناواقف ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے
حضرت آدم اور فرشتوں کو خاص چیزوں کی تعلیم دی اس کے بعد جب امتحان کا مرحلہ

آیا تو فرشتوں نے مناسبت نہ رکھنے کی وجہ سے عجز کا اظہار کر کے کہا کہ ہم ان اشیاء کے
اسماء یا خصوصیات بیان کرنے سے قاصر ہیں ہمارا علم صرف اس دائرہ تک محدود ہے جو
آپ نے ہمارے لئے مقرر کیا ہے بے شک تو ہی علم و حکمت والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے
جب یہی سوالات حضرت آدم سے کئے پس آپ نے بغیر کسی وقت کے سوالات کے
اطمینان بخش جوابات دیئے اس پر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کیا میں
نے تمہیں نہیں بتایا ہے
میں ہی زمین و آسمان کی خفیہ چیزیں جانتا ہوں اور وہ بھی جانتا ہوں جس کا تم اظہار کرتے
ہو یا چھپاتے ہو۔

طریقہ تعلیم کیا تھا

تعلیم دیتے وقت صرف حضرت آدم علیہ السلام کے تذکرہ سے شبہ ہوتا ہے شاید
حضرت آدم کو یہ تعلیم یکسوئی میں دی گئی پرچہ کے لئے فرشتے بھی ساتھ بٹھائے گئے
اس کا نتیجہ یقیناً یہ نکلنا تھا کہ فرشتوں نے لاعلمی کا اظہار کر کے جواب نہ دے سکے لیکن
بظاہر یہ انداز اپنانا مشکل ہے اس لئے مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ تعلیم دیتے وقت کوئی
امتیازی رویہ نہیں اپنایا گیا اور نہ کسی طبقاتی لحاظ سے فرشتے محروم رکھے گئے بلکہ حضرت
آدم اور فرشتوں کو شاید ایک محفل میں بٹھا کر تعلیم دی گئی حضرت آدم باطنی استعداد کی
وجہ سے پورا استفادہ کر سکے جبکہ فرشتے مناسبت کے فقدان کی وجہ سے استفادہ سے
محروم رہیں اس لئے تعلیم دیتے وقت صرف حضرت آدم کے تذکرہ پر اکتفا کیا گیا۔
قرآن کے سیاق و سباق کے حوالہ سے یہ حقیقت کسی بیان کا محتاج نہیں کہ ایسی
توجیہات کی ضرورت تب محسوس ہوتی ہے جب تعلیم کے لئے ہم مروجہ طریقہ زیر
نظر رکھیں جس میں مثلاً باقاعدہ کلاس کی شکل ہو اور تعلیمی وسائل بروئے کار لا کر
تلامذہ اور مستفیدین کو سمجھانے کی کوشش ہو لیکن شاید یہ انداز تعلیم انسانی معاشرہ کی

ضرورت ہے جہاں تعلیم کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہو تو اس وقت تعلیمی کسی ایک محفل کے استاد یا وسائل تعلیم اختیار کرنے کا محتاج نہیں بلکہ اس سے استعداد اور صلاحیت کی پیدائش مراد لی جاتی ہے۔ چنانچہ یہاں بھی یہی حقیقت کار فرما ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدم میں کرہ ارض پر ضرورت آنے والی اشیاء کی سمجھ کی صلاحیت پیدا فرمائی اور فرشتے اس صلاحیت سے محروم تھے۔ اس پیدائشی صلاحیت سے تعبیر تعلیم سے ہوئی ہے۔ حضرت آدم نے فطری استعداد کی وجہ سے جوابات دیئے اور فرشتے جواب نہ دے سکے اس لئے فرشتوں کو عملی طور پر بتایا گیا کہ زمین میں رہنے کی صلاحیت حضرت آدم میں پائی جاتی ہے اور وہی اس کا اہل ہے۔

نصاب تعلیم کیا رہا ۔ حضرت آدم اور فرشتوں کے اس آزمائشی مقابلہ میں تعلیمی نصاب کیا تھا۔ وہ کون سے مواد تھے جن کی تعلیم دیکر پھر امتحان لیا گیا قرآن نے اس سے۔ **"وعلم آدم الاسماء کلها "** سے تعبیر کیا ہے۔ بعض مفسرین استغراق کو مد نظر رکھتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس سے کرہ ارض پر قیامت تک معرض وجود میں آنے والی تمام اشیاء مراد ہیں آپ کو ہر چیز کا نام بتایا گیا لیکن استغراق سے اتنے عموم کی کوئی خاص ضرورت نہیں۔ اس لئے اس سے مراد عرفی استغراق ہے پھر اسماء کی تعلیم دینے کا یہ مطلب نکالنا مشکل ہے کہ صرف چیزوں کے نام زبانی یاد کرائے گئے بلکہ اسماء سے مراد ان اشیاء کی خوبیاں اور خصوصیات مراد ہیں۔ حضرت آدم کو اللہ تعالیٰ نے فطری طور پر ایسا ملکہ دیا تھا جس کی وجہ سے آپ ہر چیز کا نام سن کر اس کے منافع اور مضرتوں کا ادراک رکھتے تھے۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی تفسیر مظہری میں ایک دوسری توجیہ کو ترجیح دیتے ہوئے فرماتے ہیں **"وعندی ان الله تعالی علم آدم الاسماء الالهية کلها "** کہ اسماء سے مراد دنیا کی چیزوں کے نام مراد نہیں بلکہ اس سے خود باری تعالیٰ کے اسماء مراد

ہیں یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے اسماء کی خصوصیتیں آدم پر کھول دیں۔ ممکن ہے کسی خاص ذوق کی بناء پر یہ توجیہ کام آئے لیکن آگے جاکر **"یا ادم انبئهم باسمائهم فلما انباهم باسمائهم "** سے اس توجیہ کی موافقت مشکل ہے اس لئے یہ کہنا زیادہ مناسب ہے کہ حضرت آدم اور فرشتوں کا یہ نصاب تعلیم زندگی گزارنے کی ضروریات پر مشتمل تھا بعض حضرات نے اس آیت سے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو تمام زبانوں اور لغات کی تعلیم دی اس لئے لغات کا واضع بھی اللہ تعالیٰ ہے۔

علم کی فضیلت :۔ اس سے جو بھی مراد لیا جائے پھر بھی علم نے اپنا لوہا منوایا اور علم ہی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو فضیلت دی اس سے اندازہ ہوتا ہے عبادت کے مقابلہ میں علم کی عظمت زیادہ ہے علم ہی کے ذریعہ انسان پر کامیابی کے دروازے کھلتے ہیں اور رموز معرفت کی طرف انسان کی رہبری ہوتی ہے لیکن اس سے وہ علم مراد ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہو اور انسان کی ابدی زندگی کی کامیابی کی ضمانت اس میں پائی جاتی ہو ورنہ وہ علم جو صرف انسان کے پیٹ پالنے تک محدود رہے اس کی رفتار زیادہ نہیں ہوتی اور نہ اس سے کامیابی حاصل ہوتی ہے۔ دنیوی علم کے حصول میں بھی اگر خلق خدا کی خدمت یا رزق حلال کے حصول کا جذبہ کار فرما ہو تو حسن نیت اختیار کرنے کے بعد یہ بھی نیکی کا ذریعہ ہے اور جب دینی علوم میں اخلاص کا جذبہ کار فرما نہ ہو تو دینی علوم کے حصول پر بھی ثواب کا ترتب مشکل ہے۔

قرآن اور حدیث کی تشریح کا حق کس کو

مفتی ذاکر حسن نعمانی

اللہ تعالیٰ نے ہماری دنیا و آخرت سنوارنے کے لئے ہمیں وحی جیسا قیمتی اور عجیبی بے مثال اور لاجواب تحفہ عطا کر کے عظیم احسان فرمایا ورنہ معلوم انسانیت گمراہی کی کن اتھاہ گہرائیوں میں پڑی ہوتی۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجی ہوئی یہ وحی ہمارے پاس آج قرآن و حدیث کی شکل میں موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ وحی کو اپنے خاص بندوں یعنی انبیاء کرام پر نازل کرتا ہے۔ انبیاء کرام کا مقدس جماعت اپنے قول و عمل سے وحی کا صحیح اور واضح مفہوم اپنی امت کے سامنے پیش کرتا ہے۔ امت پھر اس نبی کی تعلیمات پر عمل کرتی ہے۔ نبی اور رسول کی تعلیم و تبلیغ کے ساتھ اس کے سچے پیروکار پیدا ہوتے ہیں۔ جو اس مبارک سلسلہ کو آگے بڑھاتے ہیں۔ اس طرح یہ سلسلہ چلتا رہتا ہے۔ جیسے ہمارے پیارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام جیسا پاک طینت اور روشن ضمیر مقدس جماعت عطا کیا۔ جن کے بارے میں قرآن کا حق ہے کہ اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی۔ صحابہ کرام کی جماعت نے حضور کی تعلیمات کو اپنے بعد والوں کے سامنے پیش کیا۔ ان سے تابعین نے تابعین سے تبع تابعین نے قرآن فہمی اور حدیث دانی سیکھی۔ تعلیم و تبلیغ کا یہ نورانی سلسلہ آج تک جاری ہے۔ اور اب قرآن فہمی اور حدیث فہمی علماء کرام کے پاس موجود ہے۔ اس لئے کہ علماء کرام اس نورانی اور مبارک زنجیر کی کڑیاں ہیں۔

قرآن و حدیث کے علوم میں وسعت

صحابہ کرام کے دور کے بعد جب اسلام دنیا میں پھیلنا شروع ہوا تو ہر طرف سے ہر زبان کے لوگ اسلام کی طرف راغب ہوئے جس کی وجہ سے قرآن و حدیث کو سمجھنے کے لئے مختلف معاون علوم [illegible] شروع ہو گئے۔ اب ان معاون علوم میں اتنی وسعت آگئی ہے

کہ ہر علم پر مکمل عبور کے لئے عمر خضر چاہئے مثلاً صرف، نحو، ادب اور معانی وغیرہ۔ ان معاون علوم کی بلا مبالغہ ہزاروں کتابیں موجود ہیں۔ ان معاون علوم کو سیکھے بغیر قرآن و حدیث کی تشریح کے لئے بیٹھنا بالکل ایسا ہے جیسے بجلی کے فن سے ناواقف شخص بجلی کے ایسے تار کو ہاتھ لگائے جس میں برقی رو جاری ہو۔ ایک آدمی کے پاس بھڑ پکڑنے کا ڈھنگ اور دم نہیں وہ اژدھے پر کیسے ہاتھ ڈالے گا۔ قرآن فہمی اور حدیث فہمی کے لئے من جملہ شرائط میں سے معاون علوم پر عبور ضروری ہے۔ ورنہ خود بھی گمراہ ہوگا اور دوسروں کو بھی گمراہ کرے گا۔

شاگردی۔ قرآن و حدیث سمجھنے کے لئے کسی عالم کی شاگردی اختیار کرنا یا کسی مدرسہ میں داخلہ لینا ضروری ہے اس لئے کہ اس طرح قرآن و حدیث کو سمجھنے کے لئے جس استعداد کی ضرورت ہے وہ حاصل ہو جائے گی۔ مدارس عربیہ میں اس استعداد کو پیدا کرنے کے لئے نصاب موجود ہے اس کو درس نظامی کہتے ہیں۔ اس نصاب میں صرف، نحو، ادب اور معانی کی مختصر اور جامع متون کی کتابیں یا ان کی شروح ہیں۔ جن کو پڑھنے کے بعد طالب علم میں قرآن و حدیث سمجھنے کی استعداد پیدا ہو جاتی ہے۔ مزید مطالعہ، انہماک اور شغل (تدریس) سے یہ استعداد پختہ ہو جاتی ہے۔ پھر ایک وقت آتا ہے کہ ایسے شخص کی قرآنی اور حدیثی تحقیقات قابل اعتماد بن جاتی ہیں۔ عام لوگ ان پختہ اور راسخ فی العلم علماء کی اتباع اور تقلید کرتے ہیں۔ ایک وقت آتا ہے کہ امت کی ایک کثیر تعداد ان کی بات کو ماننے میں اپنی نجات سمجھتی ہے۔ امت مسلمہ میں اس طرح کے بہت ائمہ اور مجتہدین گزرے ہیں۔ یہ حضرات اس بات کے اہل ہوتے ہیں کہ قرآن و حدیث کی تشریح کریں۔ جہاں صریح حکم نہ ہو وہاں اجتہاد کریں اور لوگوں کو منصوصی اور اجتہادی احکام بتلائیں۔ اگر ان حضرات سے کوئی غلطی ہو جائے تو عنداللہ مجرم نہیں ہوتے اس لئے کہ حکم ہے کہ مجتہد اگر درست بات بیان کرے تو دو اجر ہے اگر غلطی کر جائے تو ایک اجر۔ مثلاً ڈاکٹر مریض کے علاج میں

کامیاب ہو جائے تو لوگ اس کا بہت شکریہ ادا کرتے ہیں- اگر ڈاکٹر ناکام ہو جائے یا مریض کے علاج میں غلطی کر بیٹھے تو پھر بھی لوگ اس کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ ڈاکٹر صاحب آپ نے اپنی پوری کوشش کی لیکن اللہ کو ایسا ہی منظور تھا- اگر ڈاکٹر کی غلطی سے کسی مریض کی موت واقع ہو جائے تو حکومت بھی اس کو کچھ نہیں کہتی- اس طرح مجتہد کی غلطی پر اللہ پکڑ نہیں فرمائیں گے- اگر کوئی ڈاکٹر نہیں اور مریض کا علاج یا آپریشن کرے اور مریض کو نقصان پہنچ جائے تو لوگ بھی جلوس نکالتے ہیں اور حکومت بھی ایسے جعلی ڈاکٹر کو گرفتار کرکے سزا دیتی ہے- اس لئے کہ یہ غلطی قصداً یا سہواً ایک نااہل سے صادر ہوئی ہے ایسے نااہل کو معاف کرنا یا اس کے ساتھ رعایت پوری قوم کے ساتھ غداری ہے جرم کی حوصلہ افزائی ہے اور مزید نااہلوں کو سر اٹھانے کے مواقع فراہم کرتا ہے

اہل کی شاگردی- دنیا کے تمام علوم و فنون اور پیشوں میں اگر کسی کو مہارت پیدا کرنے کا شوق ہے تو اس میدان کے ماہر فن اور کہنہ مشق استاد کا بلاواسطہ دامن پکڑ کر سر تسلیم خم کرنا ہوتا ہے- اس بات کو ساری دنیا تسلیم کرتی ہے کہ ہر فن و علم کا الگ استاد اور ادارہ ہے- ڈاکٹری سیکھنے کے لئے میڈیکل کالج اور ڈاکٹر کی طرف توجہ کرنا پڑے گی- انجنیئرنگ کے لئے انجینئرنگ کالج کا اور انجینئر کا دامن پکڑنا ہوگا- وکیل بننے کے لئے لاکالج میں داخلہ اور وکیل کی شاگردی ضروری ہے- گاڑیوں کے میکینک بننے کے لئے ورکشاپ میں ماہر میکینک استاد کے سامنے گھٹنے ٹیکنے ہوں گے- بالکل اس طرح قرآن و حدیث کو سیکھنے کے لئے مدرسہ اور کسی عالم کا رخ کرنا ہوگا- ورنہ قرآن فہمی اور حدیث فہمی کا دعویٰ ناممکن اور محال ہوگا-

العلم فی الصدور لا فی السطور علم سینوں میں ہے- سطروں میں نہیں- بغیر استاد کے علم بے فائدہ اور بے نتیجہ ہوتا ہے ابو الفرج اصفہانی فرماتے ہیں علم حدیث کو علماء سے حاصل کرو اگر صرف کتابوں سے خود حاصل کرو گے تو لاعلاج بیماری میں مبتلا ہو جاؤ گے یہی حال ہر علم کا ہے

مفسر کیلئے ضروری علوم- عالم اور مفسر کی شاگردی کے بعد دیکھنا ہوگا کہ کتنی استعداد اور صلاحیت پیدا ہو گئی ہے- اہل فن نے تفسیر کے لئے پندرہ علوم میں مہارت ضروری بتلائی ہے- (۱) لغت مجاہد فرماتے ہیں لغات عربی کی معرفت کے بغیر کلام پاک میں لب کشائی جائز نہیں (۲) علم النحو- اعراب کے تغیر و تبدل سے معنی بالکل بدل جاتا ہے- اور اعراب کی معرفت نحو پر موقوف ہے- (۳) صرف صیغوں کے اختلاف سے معانی بدل جاتے ہیں- ابن فارس کہتے ہیں جس شخص سے علم صرف فوت ہو گیا اس سے بہت کچھ فوت ہو گیا- (۴) اشتقاق کا جاننا ضروری ہے- لفظ جب دو مادوں سے مشتق ہو تو اس کے معنی مختلف ہوں گے- (۵) علم معانی سے کلام کی ترکیبیں معنی کے اعتبار سے معلوم ہوتی ہیں- (۶) علم بیان سے کلام کا ظہور اور خفا تشبیہ و کنایہ معلوم ہوتا ہے (۷) علم بدیع میں کلام کی خوبیاں تعبیر کے اعتبار سے اجاگر ہوتی ہیں- (۸) علم قرأت میں مختلف قرأتوں کی وجہ سے مختلف معنی معلوم ہوتے ہیں ایک معنی کی دوسرے معنی پر ترجیح معلوم ہوتی ہے (۹) علم عقائد میں معلوم ہوتا ہے کہ بعض آیات اور الفاظ کا ظاہر معنی کا اطلاق اللہ پر صحیح نہیں اس لئے کسی صحیح تاویل کی ضرورت ہوتی ہے- (۱۰) اصول فقہ میں وجوہ استدلال اور استنباط معلوم ہوتا ہے- (۱۱) شان نزول کے جاننے سے آیت کے معنی واضح ہوتے ہیں- (۱۲) ناسخ اور منسوخ کا جاننا بھی ضروری ہے (۱۳) علم فقہ کے جزیات سے کلیات معلوم ہوتے ہیں (۱۴) ان احادیث کا علم جو قرآن کی تفسیر میں وارد ہوئیں (۱۵) اپنے علم پر عمل جس کی وجہ سے وھبی علم ملتا ہے- ان علوم کے ساتھ اصول تفسیر کی کتابوں کا گہرا مطالعہ بھی ضروری ہے-

کام کا میدان- ان علوم و فنون اور پیشوں میں مہارت پیدا کرنے کے بعد ہر ایک کی خدمت کے لئے اپنا میدان اور دائرہ کار ہے- اس سے نکلنا یا نکلنے کی کوشش کرنا اپنے فن کے ساتھ ظلم اور بغاوت ہے- ڈاکٹر طب کے میدان میں مریضوں کی خدمت کرتا ہے- انجینئر تعمیرات کے میدان میں مہارت دکھاتا ہے- وکیل عدالت میں طبع آزمائی کرتا ہے اگر کسی

عدالت میں ڈاکٹر گھس کر قانون کی تشریح شروع کردے تو سارے وکیل اس کے خلاف ہو جائیں گے-ہو سکتا ہے وہ ڈاکٹر ان وکلاء سے اچھی انگریزی بولتا اور لکھتا ہو-پھر بھی کوئی وکیل اس ڈاکٹر کو عدالت میں اس انداز سے برداشت نہیں کرتا-اسی طرح اگر ایک میڈیکل بورڈ کسی مرض کی تحقیق یا مریض کی تشخیص کے لئے بیٹھا ہو اور ایک جج یا وکیل آکر ان کی مجلس میں دخل اندازی شروع کردے-یا کسی بات پر اڑ جائے کہ میری رائے کو ترجیح دو تو ایسے جج اور وکیل کو دنیا پاگل کہے گی-حکومت سزا دے گی-اور اگر حکومت بالفرض کسی وکیل کو ڈاکٹروں کی مجلس تحقیق کا سربراہ بنادے تو وہ وکیل اس طبی مجلس کا بیڑا غرق کردے گا-اسی طرح علماء کے کام کا میدان قرآن وحدیث کی تشریح ہے اس لئے کہ وہ مدارس اور علماء سے پڑھ کر نکلے ہیں-اگر ڈاکٹر حضرات اپنی لائن میں وکیل کو برداشت نہیں کرتے تو علماء کرام اپنے نازک اور ذمہ دار میدان میں وکیل، ڈاکٹر یا کسی پروفیسر وغیرہ کو کیسے برداشت کرسکتے ہیں-علماء کرام کا کہنا صرف یہ ہے کہ وکیل، ڈاکٹر اور پروفیسر اس لائن کا اہل نہیں اور نااہل کو کسی میدان میں دخل اندازی کی اجازت نہیں بلکہ عرفی، اخلاقی، قانونی اور شرعی جرم ہے-علماء جب ان نااہل لوگوں پر ان کا عرفی، اخلاقی، قانونی اور شرعی جرم واضح کرتے ہیں تو بعض نافہم، کم فہم یا کج فہم علماء کرام کو اجارہ داری کا طعنہ دیتے ہیں کہ علماء کرام قرآن وحدیث کے ٹھیکیدار اور اجارہ دار بن گئے-علماء کرام قرآن وحدیث کے اجارہ دار نہیں بلکہ چوکیدار ہیں-وہ کسی چور کو چور دروازے سے گھسنے نہیں دیتے کہ قرآن اور حدیث اپنی مرضی کے مطابق جو مطلب اور مفہوم چاہیں بیان کردیں-علماء کرام کی اس چوکیداری کو اجارہ داری کہنا چوری اور سینہ زوری ہے-قرآن وحدیث پر کوئی پابندی نہیں جس کا جی چاہے یہ در ہمیشہ کے لئے کھلا ہے-لیکن ان کے قریب آنے کی خود اول اپنے اندر اہلیت پیدا کرے-کیا علماء کرام نے کبھی طب، انجینئرنگ یا سائنس کے کسی شعبہ میں دخل اندازی کی ہے یا ان کے خلاف کسی کو بھڑکایا ہے-ہرگز نہیں علماء کرام ان عقلی، مشاہداتی اور تجرباتی علوم میں نہ دخل اندازی

کرتے ہیں نہ کسی کو ان علوم کے خلاف بھڑکاتے ہیں نہ اس کے خلاف فتوی دیتے ہیں اس لئے کہ ایک عالم جانتا ہے کہ مجھے اس قسم کی حرکات زیب نہیں دیتیں-لہذا ہر فن کے ماہر کو چاہئے کہ اپنی اپنی شاہراہ پر چلے-ہوائی جہاز ہوا میں اڑتا ہے-ریل گاڑی پٹڑی پر چلتی ہے-موٹر اور لاری سڑک پر چلتی ہے اگر کوئی ریل گاڑی کو سڑک پر چلانا چاہے تو چند قدم طے کرنے کے بعد ریل گاڑی زمین میں دھنس جائے گی-اسی طرح ایک جج، وکیل یا کوئی پروفیسر اگر قرآن وحدیث کی تشریح شروع کردے یہ بالکل ایسا ہی ہے جیسے ریل گاڑی کو سڑک پر چلانے کی کوشش ہو علماء کرام ہرگز کسی کو قرآن وحدیث کے علوم سے نہیں روکتے-وہ تو دن رات قال اللہ اور قال الرسول میں گزارتے ہیں-یہی ایک علم الوحی ہے جس پر کوئی پابندی نہیں ہر ایک اس کو حاصل کرسکتا ہے-غریب سے غریب تر بھی بہترین عالم بن جاتا ہے-اس کے مقابلہ میں بتائیں-طب، انجینئرنگ اور دیگر دنیاوی علوم پر کتنی اجارہ داریاں ہیں-کیا کوئی غریب آدمی ملک کے کسی انگلش میڈیم سکول میں داخلہ کا تصور کرسکتا ہے-صرف امراء اور کبراء کی اولاد ان امتیازی تعلیمی اداروں میں تعلیم حاصل کررہی ہے-کیا ان زیادتیوں کے خلاف کسی نے آواز اٹھائی ہے-کونسے میڈیکل کالج میں مفت تعلیم دی جاتی ہے ایک طرف تو معترضین کا دعوی ہے کہ علماء کرام قرآن وحدیث کے ٹھیکیدار بن گئے اور دوسری طرف یہی لوگ مدارس کے خلاف بھی ہیں-کتنے سکول اور کالج ہیں جن میں غریب بچے تعلیم حاصل نہیں کرسکتے-اس کے مقابلہ میں کوئی مدرسہ بتائیں جس میں مالی مشکلات کی وجہ سے داخلہ مشکل ہو-علماء کرام کو دین کی اجارہ داری کا طعنہ دینے والے اپنے بچوں کو مدارس اور جامعات میں داخل کیوں نہیں کرتے تاکہ ان کو اپنے طعنہ کی حقیقت معلوم ہو جاتے-

نااہل کی غلطی- قرآن وحدیث سے ناواقف لوگوں کی یہ بڑی غلطی ہے کہ اسلام فہمی کی صلاحیت کے بغیر اسلام کی تشریح شروع کردیتے ہیں-یہ پروفیسر وغیرہ اخبارات اور

Scanned with CamScanner

رسائل میں اسلامی مضامین لکھتے ہیں - حالانکہ ان حضرات کو اسلامی علوم کے ساتھ دور کا واسطہ بھی نہیں ہوتا - چند اردو تفاسیر اور اردو رسالے پڑھ لیتے ہیں یا عربی زبان کی معمولی سدھ بدھ آجائے تو فوراً ہم چو من دیگرے نیست کی مسند پر براجمان ہو جاتے ہیں - عجیب بات یہ ہے کہ اردو زبان میں علماء کرام کی لکھی ہوئی اسلامی کتب کے مطالعہ کے وقت ان مصنفین پر اعتماد ہوتا ہے ان کی کتابوں سے عربی اور اسلام فہمی سیکھنے کی کوشش کرتے ہیں - ان علماء کرام کی کتابوں سے تھوڑی بہت سمجھ آجائے تو پھر ان کے بھی خلاف ہو جاتے ہیں اور امت مسلمہ کے محسنین اور آئمہ اسلاف کے خلاف بھی لکھنا شروع کر دیتے ہیں - ان نااہلوں کا دعویٰ پھر یہ ہوتا ہے کہ قرآن وحدیث کی صحیح تشریح جدید زمانہ کے مطابق ہم ہی کر سکتے اور کر رہے ہیں - اور یہ علماء دقیانوس اور رجعت پسند ہیں زمانہ کے مطابق چل نہیں سکتے - ان نااہلوں کو اپنی معمولی عربی دانی پر ناز نہیں کرنا چاہیے - جن لوگوں کی مادری زبان عربی ہے وہ بھی قرآن وحدیث کو صحیح طور پر نہیں سمجھ سکتے - مسائل دریافت کرنے کے لئے علماء کرام کی طرف رجوع کرتے ہیں قرآن وحدیث پر عبور حاصل کرنے کے لئے اگر صرف زبان دانی کافی ہوتی تو وہ لوگ جن کی مادری زبان عربی ہے آج وہ بڑے بڑے علماء ہوتے - لیکن وہ لوگ بھی جامعات میں داخلہ لے کر قرآن وحدیث سیکھتے ہیں - جب عربوں کی یہ حالت ہے تو کوئی عجمی استاد اور مدرسہ سے بے نیاز ہو کر کیسے اسلام فہمی کا دعویٰ کر سکتا ہے - حضرت شعبیؒ فرماتے ہیں - کہ تین چیزیں ایسی ہیں جن کے متعلق میں کچھ نہیں کہہ سکتا - قرآن، روح اور قیاس - اصمعی لغت اور ادب کا امام ہے تحقیق لغات اور صحیح محاورات کی تلاش میں برسوں سرزمین عرب کی خاک چھانتا رہا لیکن قرآن کی تفسیر کے بارے میں خاموش رہتا تھا - اگر ان سے کسی آیت کے بارے میں دریافت کیا جاتا تو فرماتے عرب اس کا یہ معنی بیان کرتے ہیں - میں نہیں جانتا کہ اس سے کیا مراد ہے اور عیب کہتا ہے - اصمعی بے حد خدا پرست تھا وہ کسی آیت کی تفسیر نہیں کرتا تھا -

تمام دنیاوی علوم وفنون اور پیشوں پر نظر ڈالیں تو معلوم ہوگا کہ ہر فن کے ماہر بہت کم ہیں - نہ تو سب لوگ ڈاکٹر ہیں نہ سب انجینئر اور نہ سب سائنسدان ہیں - اسی طرح دین کا صحیح فہم اور علم رکھنے والے بھی بہت کم ہیں صحابہ کرام جن کے سینے وحی الٰہی کی ضیاپاشیوں سے منور تھے حضورؐ کی صحبت سے مستفید ہوتے تھے لیکن پھر بھی سب مفسر اور محدث نہ تھے بلکہ چند حضرت عمرؓ ابن عباس کی قدر بہ نسبت اور صحابہ کرام کے زیادہ کرتے تھے اس لئے کہ ان کو قرآن فہمی پر عبور حاصل تھا - حضورؐ نے ان کے لئے دعا فرمائی تھی اللھم علمہ التاویل - حضرت علیؓ نے خوارج کے ساتھ مناظرہ کے لئے ابن عباسؓ ہی کو بھیجا تھا - فتویٰ دینے کے لئے بھی چند صحابہ کرامؓ مختص تھے -

ماہرین کم ہوتے ہیں

تفسیر میں حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، ابن مسعودؓ، ابن عمرؓ، ابن عباسؓ، زید بن ثابتؓ اور حضرت عائشہؓ - مشہور تابعی مسروقؒ فرماتے ہیں میں نے صحابہ کرام سے فیض صحبت اٹھایا تو میں نے دیکھا کہ ان کا علم چھ بزرگوں کی طرف لوٹتا ہے - حضرت عمر حضرت علی عبداللہ بن مسعودؓ، معاذؓ، ابوذرؓ، ابو داؤد اور زید بن ثابتؓ مزید فرماتے ہیں جب ان چھ بزرگوں سے شرف صحبت حاصل کیا تو ان سب کا علم حضرت علیؓ اور ابن مسعودؓ پر ختم ہو گیا - یزید بن عمیرۃ السکسکی حضرت معاذ بن جبل کے شاگرد تھے - فرماتے ہیں جب حضرت معاذ وفات پانے لگے تو انہوں نے مجھے حکم دیا کہ علم صرف چار بزرگوں سے حاصل کرو عبداللہ بن مسعودؓ، عبداللہ بن سلام، سلمان فارسی اور ابو داؤد ایک صحابی سے قرآن فہمی میں غلطی ہوئی تو حضورؐ نے درست کر دی جب آیت نازل ہوئی حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود من الفجر - یعنی کھاؤ پیو اس وقت تک کہ تم کو سفید خط صبح کا ممیز ہو جائے سیاہ خط سے - ایک صحابیؓ نے حقیقۃً کالا اور سفید دھاگہ مراد لے کر تکیہ کے نیچے رکھ دیا - جس پر حضورؐ نے مزاحاً اصلاح کرتے ہوئے فرمایا ان وسادك لعریض آپ کا تکیہ بہت چوڑا ہے -

علماء کی طرف رجوع - قرآن فہمی میں غلطی کرنے والے صحابی کی اصلاح تو

حضورؐ نے فرمادی۔اب علماء کرام انبیاء کرام کے ورثاء ہیں۔قرآن وحدیث کے علوم صحیح اور واضح تشریح کے ساتھ ان کے پاس موجود ہیں۔اس کی دلیل یہ ہے کہ حضورؐ سے لیکر آج تک تمام تفاسیر، حدیث اور ان کی مشروح اور کتب فقہ وغیرہ اسلامی کتب لکھنے والے تمام مصنفین علماء ہیں اور اگر کسی غیر عالم نے کوئی کتاب لکھی ہے کسی عالم کی تقریظ اس پر ضرور ہوگی تاکہ غیر عالم کی کتاب مستند ہو جائے ورنہ علماء کرام کی تقریظات کے بغیر سب لوگ غیر عالم کی کتاب کو شک کی نظر سے دیکھتے ہیں۔

گزارش:۔ان تمام غیر عالم حضرات کی خدمت میں گزارش ہے کہ اول تو اپنے میدان کو سنبھالیں اور ساتھ ساتھ دین کی محنت کرتے رہیں جس طرح تبلیغی جماعت والے کرتے ہیں۔اور اگر کچھ لکھنا چاہیں تو بڑے بڑے مستند علماء موجود ہیں ان سے اپنا تعلق جوڑیں۔جو کچھ لکھنا چاہیں ان کے ساتھ مشورہ کریں یا پھر ان کو دکھا کر سند جواز حاصل کر کے شائع کریں۔ اپنی اسلام فہمی پر اعتماد نہ کریں۔دارالعلوم دیوبند کے بانی مولانا محمد قاسم نانوتوی فرمایا کرتے تھے کہ جب میں اپنی تصنیف کو حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کو سنا دیتا ہوں تب مجھے اس کے مضامین پر اطمینان ہوتا ہے کہ ٹھیک ہیں بدون سنائے اطمینان نہیں ہوتا۔

جاہل کا خود کو اہل سمجھ کر اہل حضرات پر طعن اور تشنیع کرنا بہت بڑی غلطی اور سنگین جرم ہے حیرت کی بات یہ ہے کہ یہ جاہل اپنی غلط بیانی۔غلط فہمی اور کج فہمی کو ثابت کرنے کے لئے کسی اہل کا ہی حوالہ دیتے ہیں یا پھر قرآن وحدیث سے بلاواسطہ غلط حوالہ دیتے ہیں۔آیت اور حدیث تو اپنی جگہ صحیح ہوتی ہے لیکن ان کو غلط طور پر دلیل میں پیش کرتے ہیں۔کلمة حق ارید بها الباطل یعنی حق کلمہ سے باطل کا ارادہ کرتے ہیں۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ۔بعض لوگ قرآن فہمی کا دعویٰ تو کرتے ہیں لیکن حدیث کا نام سنتے سے بڑے الرجک ہیں۔ان کے قرآن فہمی کے دعویٰ میں دراصل انکار حدیث چھپا ہوتا ہے۔حضرت علیؓ نے ابن عباسؓ جیسے مفسر قرآن کو خوارج کے ساتھ مناظرہ

کے لئے بھیجا اور فرمایا کہ دلیل میں آیت پیش نہیں کرنی بلکہ احادیث پیش کرنا۔ابن عباسؓ جیسا قرآن فہمی پر عبور رکھنے والا حضرت علیؓ کی اس دور رس بات کو نہ سمجھ سکا۔اور کہا کہ قرآن تو ہماری اپنی کتاب ہے ہمارے سامنے نازل ہوا۔اس کو سب سے زیادہ سمجھنے والے ہم ہیں جب ہم قرآن کو دلیل میں پیش نہ کریں تو پھر کون ہے جو قرآن کو حجت بنائے۔حضرت علیؓ نے فرمایا کہ آپ نے سچ کہا لیکن قرآن مجید ایک مختصر اور معجز کلام ہے جو مختلف احتمالات کا تحمل کرنے والا اور ذو وجوہ ہے۔اگر اسکے سمجھنے اور اس کی تفسیر کا معیار آپؐ کی تعلیمات اور احادیث کو نہ بنایا گیا تو ایک آیت کی تفسیر میں تم بھی کچھ کہتے رہو گے اور وہ بھی کچھ بولتے رہیں گے کوئی بات فیصلہ کن نہ ہوگی۔چنانچہ ابن عباسؓ نے بات مان لی اور ایسا ہی کیا۔یہاں تک کہ خوارج کو رسوائی کا سامنا کرنا پڑا۔

خیر خواہی۔اخبارات اور رسائل پڑھنے والے قارئین سے خیر خواہی کے طور پر عرض ہے کہ کسی وکیل، جج، ڈاکٹر اور پروفیسر کے اسلامیات سے متعلق کسی مضمون پر عمل کرنے سے پہلے کسی مستند عالم کی طرف رجوع کریں۔اگر اس نے مضمون کے صحیح ہونے کی توثیق کر دی تو ٹھیک ہے ورنہ اس کو بالکل خیال میں نہ لائیں۔اس لئے کہ اسلامیات کی غلطی ایک عالم ہی پکڑ سکتا ہے۔جس طرح طبی تحقیق کی غلطی ڈاکٹر پکڑتا ہے اور سائنسی تحقیق کی غلطی سائنسدان معلوم کرتا ہے۔ہر میدان کے ماہر پر اعتماد کے بغیر دنیا ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھ سکتی۔بہتر انسان وہ ہے جو لوگوں کی خیر خواہی چاہے۔انبیاء کرام کے ورثاء یعنی علماء کرام اس امت کے راہبر اور خیر خواہ ہیں۔ان کی تحقیقات پر اعتماد اور عمل ضروری ہے ورنہ آخرت کی تباہی یقینی ہے۔

Scanned with CamScanner

دار الافتاء

مفتی غلام الرحمن

رضاعی بھتیجی سے نکاح

سوال:۔ اگر ایک شخص اپنی دادی کا دودھ ایام رضاعت میں پیئے اور لا علمی کی وجہ سے چچا کی بیٹی سے نکاح کیا۔ شریعت سے ناواقفیت کی وجہ سے دونوں میاں بیوی کی حیثیت سے زندگی گزارتے رہے اس دوران ان کے ہاں اولاد بھی ہوئی کیا ایسی صورت میں اگر رضاعت کا یقین ہو تو ان کے درمیان جدائی ضروری ہے یا نہیں نیز اگر ان کا معاملہ جدائی پر منتج ہو تو اولاد کے بارے میں کیا حکم ہے؟

بینوا و توجروا

ثاقب خان پشاور

الجواب وبااللہ التوفیق

دودھ پینے سے جو رشتہ قائم ہوتا ہے وہ صرف دودھ پلانے والی عورت تک محدود نہیں رہتا بلکہ اس کے اصول و فروع تک متجاوز ہوتا ہے ایسی صورت میں دودھ پلانے والی عورت کی تمام اولاد سے اخوت کا رشتہ قائم ہوتا ہے خواہ اس کی رضاعت سے پہلے ہوں یا بعد میں پیدا ہوں صورت مسؤلہ میں جب اس شخص کا اپنی دادی کا دودھ ایام رضاعت میں پینا یقینی ہو تو رضاعت کی وجہ سے اس کا چچا اس کا رضاعی بھائی متصور ہوگا جیسا کہ نسبی بھائی کی بیٹی سے نکاح حرام ہے ایسا ہی رضاعی بھائی کی بیٹی سے نکاح نہیں ہو سکتا ہے

فقہ حنفی کی مشہور کتاب "الفتاوی الھندیۃ" میں ہے

فالکل اخوۃ الرضیع واخواتہ اواولادھم اولاد اخوتہ و اخواتہ

(ج ۱/ ۳۴۳)

[illegible] ہوں گے [illegible]

بھتیجے اور بھانجے ہوں گے۔

ایسی صورت میں اگر اس نکاح پر کافی مدت ہی کیوں نہ گزری ہو لیکن جب رضاعت [illegible] یقینی ہو تو ان دونوں کے لئے جدائی کے بغیر اور کوئی چارہ نہیں چنانچہ بخاری کے حوالہ سے عقبہ ابن الحارثؓ کی روایت ہے

انہ تزوج ابنۃ لابی اھاب بن عزیز فاتت امراۃ فقالت قد ارضعت عقبۃ والتی تزوج بھا فقال لھا عقبۃ ما اعلم انک قد ارضعتنی ولا اخبرتنی فارسل الی ال ابی اھاب فسالھم فقالوا ما علمنا ارضعت صاحبتنا فرکب الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالمدینۃ فسالہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیف وقد قیل ففارقھا عقبۃ و نکحت زوجا غیرہ

(مشکوۃ المصابیح باب المحرمات من کتاب النکاح)

ترجمہ:۔ عقبہ ابن حارث نے ابو اھاب ابن عزیز کی بیٹی سے نکاح کیا پس ایک عورت آئی اور کہنے لگی کہ میں نے عقبہ کو اور اس نے جس لڑکی سے نکاح کیا ہے دونوں کو دودھ پلائی ہے عقبہ نے کہا مجھے کوئی پتہ نہیں کہ تم نے دودھ پلایا ہے اور نہ تم نے مجھے اس کی اطلاع دی ہے پس اس نے ابو اھاب کے خاندان کو پیغام بھیج کر ان سے سوال کیا انہوں نے کہا ہمیں اس کے دودھ پلانے کی کوئی خبر نہیں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ منورہ چلا گیا اور آپؐ سے پوچھا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیسے تم اس کو رکھو گے حالانکہ تجھے رضاعت کی خبر دی گئی پھر عقبہ نے اس کو چھوڑا اور اس نے دوسرے شخص سے نکاح کیا۔

لیکن یاد رہے کہ نکاح کے بعد صرف ایک عورت کے کہنے سے رضاعت ثابت نہیں ہوتی۔ جب تک میاں بیوی اس کا اقرار نہ کرے اور یا اس پر باقاعدہ دو گواہان گواہی نہ

دے عقبہ بن حارث کے واقعہ میں اگرچہ بظاہر گواہی کا تذکرہ نہیں پایا جاتا لیکن بھی جب زبان رسالت سے اس کی تصدیق ہوئی تو کسی دوسرے گواہ کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ البتہ تاحال جوزندگی گزاری ہے اس کی بنیاد عقد نکاح پر تھی اس لئے جو بچے ہوئے ہیں وہ خاوند سے ثابت النسب رہیں گے میاں بیوی کے درمیان رضاعت کے ظہور سے نسب پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

سونے کی خرید و فروخت میں ادھار کا حکم

سوال:- سونے کی خرید و فروخت میں ادھار کا کیا حکم ہے اگر گاہک صراف کو کچھ قیمت موقعہ پر دیدے اور بقیہ رقم کی ادائیگی کے لئے کچھ مدت مقرر کرے کیا ایسے معاملہ کی شریعت میں گنجائش ہے یا نہیں؟

بینوا توجروا

حبیب الرحمن شیخ آباد پشاور

الجواب وباللہ التوفیق

اس میں کوئی شک نہیں کہ سونے کا سونے کے مقابلہ میں خواہ جنس یا کسی سکہ کی شکل میں ہو زیادتی کے ساتھ یا ادھار کا معاملہ جائز نہیں بلکہ ہر دو چیزیں جن کی قدر اور جنس ایک ہو ان کے تبادلہ میں تفاضل حقیقی (زیادتی) یا تفاضل حکمی (ادھار) روا رکھنا جائز نہیں اس کے جواز کی صرف ایک صورت ہے کہ معاملہ نقد کا ہو کر کسی ایک طرف زیادتی نہ ہو اگرچہ گذشتہ زمانہ میں کرنسی کی پشت پر عموماً سونا کار فرما ہوتا اور مروجہ کرنسی اس کی رسید سمجھی جاتی لیکن موجودہ دور میں کرنسی یعنی مروجہ نوٹ نے مستقل ثمن عرفی کی حیثیت اختیار کی ہے جس کی قیمت سونے چاندی کی بجائے معاشی میدان میں استحکام سے وابستہ رہتی ہے اس لئے مروجہ کرنسی مستقل حیثیت اختیار کر ایک علیحدہ جنس ہے اور سونا علیحدہ جنس ہے اور دونوں کا پیمانہ معرفت بھی ایک نہیں اس

لئے مختلف اجناس ہونے کی صورت میں ان میں کمی و زیادتی یا ادھار کا معاملہ کرنا جائز ہے اس میں کوئی حرج نہیں کہ سونے کی خرید و فروخت ادھار پر ہو۔ ھدایہ میں ہے

اذا عدم الوصفان الجنس والمعنى المضموم اليه حل التفاضل و النسأ لعدم العلة المحرمة والاصل فيه الاباحة (ج ۳/ ۸۱)

ترجمہ:- جب (دو چیزوں میں) دونوں وصف یعنی جنس اور قدر باقی نہ رہے تو ان میں زیادتی اور نسیہ جائز ہے کیونکہ حرمت کی علت نہیں پائی جاتی جبکہ اس میں اصالۃً اباحت ہے۔

سونے کے لاکٹ میں آیت قرآنی کندہ کرنا

سوال:- عورت زیورات کی شکل میں جو لاکٹ استعمال کرتی ہے اس میں اسماء و صفات اللہ تعالی کے اسماء یا قرآنی آیات کندہ ہوتی ہیں کیا عورتوں کے لئے اس کا استعمال جائز ہے یا نہیں۔ نیز اس کی خرید و فروخت کے معاملہ کا کیا حکم ہے؟

بینوا توجروا

حبیب الرحمن پشاور

الجواب وباللہ التوفیق

سونا زیورات کی شکل میں استعمال کرنا عورت کی زینت ہے۔ زیورات کی کوئی خاص شکل متعین نہیں عورت شریعت کی حدود میں رہتے ہوئے اس پر زیورات کے استعمال میں کوئی خاص پابندی نہیں پائی جاتی۔ ایسا ہی اس پر اسماء باری تعالی کندہ کرنے یا آیت قرآنی لکھنے میں کوئی حرج نہیں تاہم عورت کے لئے اس کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ کہیں ناپاکی کی حالت میں آیت قرآنی کا استعمال نہ ہو۔ کیونکہ عورت ایام حیض میں اس کو ہاتھ نہیں لگا سکتی ہے۔ ایسا ہی بیت الخلاء میں جاتے وقت آیت قرآنی کا نمایاں ہونا جائز نہیں۔ والدليل على ذلك مافى الهندئيه

Scanned with CamScanner

ولو كتب على خاتمه اسمه او اسم الله تعاى او ما بداله من اسماء الله تعالى نحو قوله حسبى الله ونعم الوكيل او ربى الله فلا باس به ويره لمن لايكون على الطهارة ان ياخذ فلوسا عليها اسم الله تعالى (ج ٥/٣٢٣)

ترجمہ:۔اگر کسی نے انگھوٹی پر اپنا نام یا اللہ تعالی کا نام لکھایا "**حسبی اللہ ونعم الوکیل**" یا "**ربی اللہ**" لکھا تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

تاہم بغیر طہارت کے اس سکہ کا اٹھانا مکروہ ہے جس پر اللہ تعالی کا نام لکھا ہوا ہے۔

واللہ الموفق

العصر کی کامیابی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں

"ماھنامہ العصر پشاور" ایک دینی اصلاحی اور تحقیقی مجلّہ ہے۔اس کی کامیابی کے لئے کوشاں رہتے ہوئے خود پڑھیں اور حلقہ احباب میں ممبر سازی کی کوشش کریں۔

العصر ہر تعلیمی ادارہ کی ضرورت ہے خود پڑھیں اور دوسروں کے پڑھنے کا ذریعہ بنیں

سی ٹی بی ٹی کیا ہے؟

ڈاکٹر وقار حسین

سی ٹی بی ٹی کی تاریخی حیثیت:

24 ستمبر 1996ء کو اس معاہدے کو اقوام متحدہ میں دستخطوں کے لئے رکھا گیا۔اس لئے دو ہفتے قبل اس پر ووٹنگ ہوئی۔اس کے حق میں 158 ووٹ اور مخالفت میں تین ووٹ آئے جبکہ 5 ارکان نے ووٹنگ میں حصہ لینے سے گریز کیا۔اس معاہدے کو بھارتی وزیر اعظم جواہر لال نہرو نے 1954ء میں آگے بڑھایا۔اس زمانے میں سوویت یونین، امریکہ اور برطانیہ ہتھیاروں کی دوڑ میں لگے ہوئے تھے۔

اس مسئلے پر سب سے پہلے سنجیدہ مذاکرات امریکی صدر آئزن ہاور اور سوویت یونین کے سربراہ خروشیف کے مابین 1958ء میں ہوئے 1963ء میں سی ٹی بی ٹی معرض وجود میں آیا۔یہ جزوی معاہدہ تھا کیونکہ مکمل معاہدے پر برطانیہ، امریکہ اور سوویت یونین کے مابین اتفاق رائے نہ ہو سکا۔اس معاہدے کے تحت فضاء، پانی اور خلاء میں ایٹمی دھماکے کرنے پر پابندی ہوگی اس معاہدے کے بعد تینوں ایٹمی طاقتوں نے زیر زمین تجربات شروع کر دئے لیکن 1980ء تک چین اور فرانس تجربات کرتے رہے۔1966ء میں سی ٹی بی ٹی کے مجوزہ معاہدے میں مکمل پابندی کا ذکر ہوا۔1974ء اور 1976ء میں دو اور معاہدے معرض وجود میں آئے جن کے مطابق زیر زمین تجربات کو 150 کلوٹن تک محدود کر دیا گیا مگر موجودہ مجوزہ معاہدہ اگر پایہ تکمیل تک پہنچ جاتا ہے اور تمام ممالک اس پر دستخط کر دیتے ہیں تو اس صورت میں ہر قسم کے ایٹمی تجربات پر پابندی کا اعادہ کیا جا سکے گا۔

اس معاہدے کے تحت ایک ٹیم بنائی جائے گی جس کے تحت 321 مانیٹرنگ سنٹر بنائے جائیں گے جو کہ اس امر کا تعین کریں گے کہ معاہدے کی پابندی ہو رہی ہے یا نہیں سی ٹی بی ٹی کی کچھ

Scanned with CamScanner

شرائط بھی ہیں جن میں سب سے اہم ان **44** ممالک کی رضامندی ہے جو اپنے پاس کسی بھی قسم کے ایٹمی ہتھیار رکھتے ہیں۔ ان **44** ممالک میں بھارت، پاکستان، ایران، اسرائیل اور شمالی کوریا شامل ہیں جنہوں نے ابھی تک اس معاہدے پر دستخط نہیں کیے۔

علاوہ ازیں ابھی امریکی کانگرس نے بھی اس کی منظوری نہیں دی جس کے باعث ابھی تک امریکہ اس معاہدے کا باقاعدہ رکن نہیں ہے۔ دوسری طرف بھارت بھی اس پر دستخط سے تاحال انکاری ہے جبکہ اس معاہدے کے وجود میں آنے سے پہلے بھارتی وزیراعظم کا کردار شامل ہے۔

10 ستمبر **1996**ء کو جنرل اسمبلی سے منظوری کے بعد **24** ستمبر **1996**ء کو باقاعدہ دستخطوں کے لئے لکھا گیا۔ پاکستان نے بھی اس کے حق میں ووٹ دیا تھا لیکن ابھی تک اس معاہدے کی رکنیت اختیار نہیں کی۔ سی ٹی بی ٹی **Comprehensive Treaty Ban Taeaty** یہ ایک ایسا معاہدہ ہے جس کے تحت نیوکلئیر یعنی ایٹمی دھماکے کرنا بالکل ممنوع ہوگا۔ ملاحظہ فرمایئے جنرل اسمبلی کی قرارداد نمبر **(50/045)** اس معاہدے کے حق میں ووٹ دینے کا مطلب یہ نہیں کہ پاکستان اس میں فریق بن گیا ہے اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ اقوام متحدہ کو عالمی سطح پر دھماکوں کی بندش کے لئے حمایت فراہم کی جائے کیونکہ فریق بننے کے لئے دستخط ضروری ہیں کیونکہ ووٹ تو امریکہ بھی دے چکا ہے۔ معاہدے کے دیباچے میں درج ہے کہ ہر قسم کے ایٹمی دھماکوں کی روک تھام کے لئے موثر اقدامات کئے جائیں تاکہ جوہری ہتھیاروں میں تخفیف ممکن ہو سکے۔

اس معاہدے کو تین حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

1- معاہدے کے مقاصد یا فریق ریاستوں کی ذمہ داری

2- فریقین کی ذمہ داری کو یقینی بنانے کے لئے قائم شدہ اتھارٹی یا تنظیم

3- بر موقع نگرانی اور تصدیق کے اختیارات

معاہدے کے فریق ممالک کے فرائض

اگر پاکستان اس معاہدے میں فریق کی حیثیت اختیار کرے تو اصولی طور پر ہم پر مندرجہ ذیل پابندیاں عائد ہو جائیں گی۔

1- کسی ایٹمی ہتھیار سے تجرباتی دھماکہ نہیں کر سکیں گے۔

2- کسی بھی قسم کے ایٹمی دھماکے پر پابندی ہوگی

3- اپنی سرزمین یا زیر کنٹرول علاقے میں کسی جوہری دھماکے کی اجازت پر بھی پابندی ہوگی۔

ان فرائض اور ذمہ داریوں میں دو اہم باتیں ہیں۔

(۱) حیران کن بات یہ ہے کہ جوہری تجربے کی بجائے لفظ جوہری دھماکے پر زور دیا گیا ہے یہ لفظ معاہدے کا اصل حلیہ مسخ کر دیتا ہے اور گمراہ کن ہے۔ اس معاہدے کو ڈرافٹ کرنے والوں کی دوسری غلطی یہ ہے کہ انہوں نے "نیوکلئیر دھماکے" کی سرے سے وضاحت ہی نہیں کی اور یہی بات **150** صفحات پر مبنی دستاویز کا اولین مقصد ہے کسی بھی معاہدے میں جتنا ابہام ہوگا طاقتور ترین فریق کے لئے اس میں اتنا ہی فائدہ ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ اپنے مطلب کے مطابق اس کی تشریح کر لیتا ہے۔ سی ٹی بی ٹی کے انگریزی متن کو ہی لے لیں اس میں لفظ دھماکہ **(Explosion)** درج ہے جس کے معنی طاقت کے اچانک اخراج کے ہیں ان معانی کو نظر میں رکھتے ہوئے درپیش مشکلات کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

(۲) اس معاہدے میں دوسری دلچسپ بات یہ ہے کہ کسی ملک کی جغرافیائی حدود سے باہر کئے جانے والے جوہری دھماکوں کی واضح طور پر پابندی نہیں ہوگی۔ معاہدے میں گنجائش اس لئے رکھی گئی ہے کہ امریکہ، برطانیہ اور فرانس جیسے ممالک قطب جنوبی یا گہرے سمندر میں ایٹمی تجربات کر سکیں۔ بظاہر یہ علاقے ان کی حدود میں نہیں آتے۔

Scanned with CamScanner

(2) نگران تنظیم کا ڈھانچہ اور طریق کار:

سی ٹی بی ٹی پر عملدرآمد کرانے والی آرگنائزیشن کا ہیڈ کوارٹر ویانا میں ہے۔ ویانا چونکہ ایک غیر جانبدار ریاست ہے۔ اس لئے معاہدے پر غیر جانبداری کا تاثر پیدا کرنے کے لئے اس ملک کا انتخاب کیا گیا۔

(1) کانفرنس

(2) ایگزیکٹو کونسل

(3) ٹیکنیکل سیکرٹریٹ

کانفرنس:

تمام فریق ممالک اس کانفرنس کے ممبر ہوں گے۔ اجلاس سال میں ایک بار سے زیادہ نہیں ہوں گے اور اس کی حیثیت ایک ڈبیٹ کلب کی سی ہوگی۔ کانفرنس کے ذریعے تمام اہم معاملات پر اتفاق رائے حاصل کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ جو عموماً حاصل نہیں ہوتا بصورت دیگر دو تہائی اکثریت سے کسی معاملے کے بارے میں فیصلہ کیا جائے گا۔ کانفرنس کا سب سے اہم کام ٹیکنیکل سیکرٹریٹ کے ڈائریکٹر جنرل کا تقرر ہے۔ یہ عہدہ سب سے اہم ہوتا ہے۔ اس ادارے کا پہلا گورنر جنرل اس کمیشن کی سفارش سے تعینات کیا جائے گا۔ جو پہلے سے کام کر رہا ہے۔ اس مقصد کے لئے سب سے پہلے برطانیہ کے سفیر برائے اقوام متحدہ کا انتخاب کیا گیا تھا۔

ایگزیکٹیو کونسل:

ایگزیکٹیو کونسل میں 51 ارکان شامل ہوں گے۔ جنوبی ایشیائی اور مشرق وسطیٰ کو سات نشستیں حاصل ہوں گی۔ ان سات میں سے دو نشستیں ایسے ملکوں کے لئے مختص ہوں گی جن کی ایٹمی صلاحیت زیادہ ہوگی اور جو کونسل کے بجٹ میں بھی حصے دار ہوں گے اس دائرہ میں آنے والی ریاستوں کی نشستیں مستقل ہوں گی۔ جب باقی سیٹیں باری باری دوسرے

ملکوں کے حصے میں آئیں گی۔ اس طریقہ کار سے امریکہ، برطانیہ اور فرانس سمیت دس نشستیں مستقل ہوں گی اور وہ الیکشن کے چکر سے محفوظ رہیں گی۔ کسی بھی مسئلے پر 34 ارکان کی رائے حتمی تصور ہوگی۔ ایگزیکٹیو کونسل کو انٹرنیشنل اٹامک انرجی کمیشن یا کسی اور ریاست کے تعاون سے CTBT آرگنائزیشن کی معلومات اور تجربے میں اضافے کے لئے انتظامات کرنے ہوں گے۔ یاد رہے کہ یہ وہی اٹامک انرجی کمیشن ہے جو اپنے حقیقی رول سے مسلسل روگردانی کرتا رہا ہے اور عراق کی ایٹمی تنصیبات سے (اگر کوئی دس) سمیت صدر کے عمل کے معائنے پر بھی اصرار کرتا رہا ہے۔ عالمی سطح پر مانیٹرنگ تنصیبات کے قیام کے لئے رکن ممالک کو بھاری اخراجات برداشت کرنا پڑیں گے۔ جن ممالک میں تنصیبات قائم کی جائیں گی وہ اخراجات فراہم کرنے کے پابند نہیں ہوں گے۔ محدود بجٹ کی وجہ سے ان اداروں کی مانیٹرنگ صلاحیت بھی کمزور ہوگی لامحالہ انہیں امریکہ کے نہایت اعلیٰ سسٹم کا دست نگر ہونا پڑے گا۔ اب امریکہ سے یہ توقع کرنا کہ وہ پاکستان اور اسرائیل کے بارے میں ایگزیٹیو کونسل کو ایک جیسی معلومات فراہم کرے حماقت ہوگی۔

ٹیکنیکل سیکرٹریٹ:

CTBT کا معاہدہ اس بارے میں خاموش ہے کہ ٹیکنیکل سیکرٹریٹ کس کی ہدایت پر عمل کرے گا۔ اس سے پہلے کہا جا چکا ہے کہ کانفرنس اور ایگزیکٹیو کونسل سیکرٹریٹ کی نگرانی کرے گی۔ لیکن معاہدے کے آرٹیکل 42 کو پڑھیں تو سیکرٹریٹ کا دائرہ کار صرف ان امور تک محدود نظر نہیں آتا جو اسے ریفر کئے جائیں گے۔ اس کی جائے اس آرٹیکل میں سیکرٹریٹ کے اختیارات صاف طور پر بڑھا دیئے گئے ہیں۔ آرٹیکل کے مطابق سیکرٹریٹ فریق ممالک کو معاہدے پر عملدرآمد کے سلسلے میں تعاون کرے گا نیز معاہدہ کی رو سے تصدیق یا دوہرے امور بھی انجام دے گا۔ اس ابہام پر غور سے بظاہر نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ CTBT کا نہایت ہی اہم رکن ادارہ بالکل آزاد اور خود مختار ہے۔ یہ اپنے اختیارات کو جس

Scanned with CamScanner

طریقہ کار ہے استعمال میں لا سکتا ہے۔ سیکرٹریٹ کے اختیارات اور کارکردگی معاہدے کے نفاذ کے بارے میں تمام معلومات اور اطلاعات سیکرٹریٹ کے ذریعے CTBT آرگنائزیشن کو ملیں گی۔

آرگنائزیشن کا تمام پروگرام تیار کرنا سیکرٹریٹ کے ذمے ہوگا۔ سالانہ بجٹ کی تیاری اور بعد ازاں ایگزیکٹو کونسل کے سامنے پیش کرنا

ڈائریکٹر جنرل کا عہدہ :

سیکرٹریٹ میں تمام ٹیکنیکل سٹاف کی بھرتی کا ذمہ دار ڈائریکٹر جنرل ہوگا۔ اس میں ایگزیکٹو کونسل اور کانفرنس کا کوئی عمل دخل نہیں ہوگا کیونکہ یہ تمام عملہ اپنے تجربات اور ذاتی میدان میں مہارت کے لحاظ سے منتخب کیا جائے گا۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ تیسری دنیا میں کتنے لوگ ذاتی میدان کے ماہر ہیں؟ علاوہ بھارت اور اسرائیل جیسے ممالک نے ابھی اپنی پروگرام کی اطلاع بھی نہیں دی۔ یعنی اگر ڈائریکٹر جنرل ان ممالک سے عملہ بھرتی کرنا چاہے بھی تو یہاں سے کوئی ایسا ماہر نہیں ملے گا۔ اگر پاکستان یا ایران اپنے ملکوں کے پاس اپنے ماہرین مہیا کرنے کی پیشکش کریں تب بھی ڈائریکٹر جنرل یہ گوارا نہیں کرے گا کہ انٹرنیشنل ڈیٹا سنٹر میں جمع تمام حساس معلومات ان ملکوں کے ماہرین کے علم میں آجائیں۔ اس کے برعکس تمام عملہ مغربی ذاتی ممالک سے لیا جائے گا اور اس سلسلے میں ڈائریکٹر جنرل کو ان ملکوں کی خفیہ ایجنسیوں کی طرف سے گرین سگنل بھی ملے گا۔

(3) تصدیق اور بر موقع انسپکشن

ہر رکن ملک کو یہ حق ہوگا کہ وہ معاہدے کے نفاذ کے سلسلے میں اپنی ذمہ داریوں سے کس حد تک عہدہ برآ ہو رہا ہے۔ معاہدے پر عملدرآمد یقینی بنانے کے لئے ہر رکن ملک ایک نیشنل اتھارٹی قائم کرے گا جو CTBT آرگنائزیشن اور دوسرے فریق ممالک سے رابطہ رکھے گی۔ (آرٹیکل 4111) معاہدے میں رکن ممالک کی طرف سے

عملدرآمد میں یہ باتیں شامل ہوں گی۔

(۱) ایک انٹرنیشنل مانیٹرنگ سسٹم (IMS)

(۲) ایک انٹرنیشنل ڈیٹا سسٹم (IDS)

(۳) اگر کوئی فریق ملک شکایت کرے تو بر موقع انسپکشن کا انتظام

معاہدے میں شریک ہونے والا ہر رکن ملک اس امر کا وعدہ کرتا ہے کہ تصدیق کے عمل کو موثر بنانے کے لئے ہر ممکن سہولتیں فراہم کرے گا اور قومی سطح پر حاصل ہونے والا ڈیٹا فراہم کرے گا جو آئی ایم ایس کا حصہ شمار ہوگا۔ بر موقع انسپکشن کی اجازت دے گا۔ (آرٹیکل A-N)

(3) انٹرنیشنل ڈیٹا سنٹر :

اس سنٹر کے ذریعے حاصل شدہ اعداد و شمار فریق ممالک کی درخواست پر ان کو مہیا کئے جائیں گے۔ معاہدے کے نفاذ کے بارے میں تمام اعداد و شمار جمع کئے جائیں گے۔ انٹرنیشنل اٹامک انرجی کمیشن اور امریکہ کی طرف سے موصول ہونے والی معلومات وصول کرکے انہیں ترتیب دے گا۔

انٹرنیشنل مانیٹرنگ سسٹم :

CTBT پر عملدرآمد ہوا ہے یا نہیں اس امر کی تصدیق ٹیکنیکل سیکرٹریٹ بذریعہ انٹرنیشنل سسٹم کرے گا۔ اس سسٹم میں سنگ ریڈیو مانیٹرنگ متعدد لیبارٹریوں کی مانیٹرنگ اور انفراسانڈ مانیٹرنگ شامل ہوگی۔ آرٹیکل B-IV (17)

آہ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی (علی میاں)

ڈاکٹر ظہور احمد اظہر

عالمی رابطہ ادب اسلامی کے بانی اور تاحیات صدر، اسلامی دنیا کے عظیم سفیر اور بر صغیر جنوبی ایشیاء میں عربی زبان و ادب کی تاریخ کے سب سے بڑے صاحب طرز ادیب مولانا سید ابوالحسن علی ندوی المعروف مولانا علی میاں اس دار فانی سے رحلت فرما گئے مولانا علی میاں علامہ محمد اقبال کے بہت بڑے شیدائی تھے اور ان کے فکر و شاعری پر کامل عبور رکھتے تھے۔ انہیں لاہور میں حضرت علامہ سے شرف ملاقات بھی حاصل ہوا تھا اور انہوں نے کلام اقبال کے کسی شعر کا اولین عربی ترجمہ بھی سنایا تھا جسے حضرت علامہ نے نہ صرف درست قرار دیا تھا بلکہ اسے پسند بھی فرمایا تھا۔ یہ بات مولانا علی میاں بڑے شوق اور خوشی کے ساتھ اکثر محافل و مجالس میں بیان فرماتے تھے۔ شاعر اسلام کے شعر و فن پر عربی زبان میں بہترین کتاب (روائع اقبال یعنی اقبال کے عظیم الشان ادبی کارنامے) لکھنے کا شرف بھی مولانا علی میاں کو حاصل ہے۔ یہ ایک بہت بڑی علمی خدمت اور اقبال سے سچی محبت و عقیدت کا عملی ثبوت بھی ہے۔ اس کے علاوہ مولانا ظفر علی خان کے بھی بہت بڑے مداح تھے۔ وہ "زمیندار" کے قاری بھی رہے اور مولانا سے کئی بار ملے بھی، کلام اقبال کے علاوہ انہیں مولانا ظفر علی خان کے اشعار بھی یاد تھے اور اپنی تقاریر میں یا دوران گفتگو سنایا بھی کرتے تھے، ظاہر ہے جو شخص علامہ اقبال اور ظفر علی خان سے یہ تعلق خاطر رکھتا ہوگا اسے ان کے وطن اسلامی جمہوریہ پاکستان سے کیسا لگاؤ ہوگا۔ ۱۹۹۷ء میں جب وہ ہمارے عالمی رابطہ ادب اسلامی کے بین الاقوامی سیمینار میں شرکت کے لئے تشریف لائے تھے تو کئی بار مجھ سے فرمایا کہ

پاکستان آکر میرا دل کھل جاتا ہے۔ ان کے پاکستانی عقیدت مند جب اور جہاں بھی ان سے پاکستان کی سلامتی کے لئے دعا کی درخواست کرتے تو بڑے خشوع و خضوع کے ساتھ دعا فرماتے کہ اے اللہ! پاکستان کو محفوظ و مضبوط بنا، اس کے حکام کو یہاں شریعت پر عمل کی توفیق عطا فرما تاکہ یہ ملک پھلے پھولے اور پچھلے اپنے آخری دورہ پاکستان کے موقع پر ۱۹۹۷ء میں بھی کئی جگہ اور کئی بار یہ دعا انہوں نے دہرائی، اگلے سال یعنی ۱۹۹۸ء میں ہی اللہ تعالی نے پاکستان کو ایٹمی طاقت بنا دیا!!!

سید ابوالحسن علی ندوی کا تعلق لکھنؤ سے چالیس میل کے فاصلے پر واقع "تکیہ رائے بریلی" یوپی کے ایک نہایت ہی معزز و محترم سید خاندان سے ہے، وہ حسنی سید ہیں، کئی واسطوں سے ان کا سلسلہ نسب حضرت حسن بن علیؓ سے جا ملتا ہے، ان کے جد امجد سید قطب الدین بن محمد المدنی ۶۰۷ھ میں مدینہ سے ہندوستان میں وارد ہوئے تھے، مولانا کے والد حکیم سید عبدالحئی لکھنوی عربی، فارسی اور اردو کے عالم اور ادیب تھے، مولانا علی میاں حافظ قرآن تھے اور اپنی والدہ ماجدہ سے کلام اللہ حفظ کیا تھا۔ ان سے ملنے والے اور آس پاس کے مسلمان ان سے دعا کرواتے تھے اور انہیں مستجاب الدعوات مانتے تھے، میں نے خود پاکستان کے علاوہ بنگلہ دیش اور عرب دنیا کے مسلمانوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ وہ ان سے دعائیں کرواتے تھے، عرب ممالک کے عالمی رابطہ ادب اسلامی کے صدر ڈاکٹر عبدالقدوس ابو صالح تو اپنی تحریروں اور تقریروں میں ہر جگہ انہیں "برکۃ العصر" (موجودہ زمانے کی برکت) کے لقب سے یاد کیا کرتے ہیں۔ وہ تکیہ رائے بریلی میں ۱۹۱۳ء میں پیدا ہوئے اور وہیں پر ۳۱ دسمبر ۱۹۹۹ء کو فوت ہوئے۔ انہوں نے تمام عمر دار العلوم ندوۃ العلماء کی سرپرستی فرمائی۔ بھارت خصوصاً یو۔پی کے مسلمانوں کی بھی سرپرستی فرماتے رہے، تصنیف و تالیف کے علاوہ تدریسی فرائض بھی انجام دیتے رہے، دمشق کی اکیڈمی ادبیات کے رکن تھے، مدینہ شریف میں جب

Scanned with CamScanner

شاہ فیصل نے اسلامیہ یونیورسٹی قائم کی تو اس کی مجلس تاسیس کے رکن بنائے گئے، رابطہ عالم اسلامی جس کا صدر دفتر مکہ مکرمہ میں ہے اس کی مجلس تاسیس کے بھی آپ رکن تھے، اس کے علاوہ اسلامی دنیا کی بے شمار علمی، ادبی اور دینی مجالس کے بھی آپ رکن تھے، ان کی اسلامی خدمات کو پیش نظر رکھتے ہوئے ۱۴۰۰ (۱۹۸۰ء) میں انہیں فیصل ایوارڈ دیا گیا جس کی مالیت تقریباً ایک کروڑ روپیہ ہے، یہ تمام رقم آپ نے افغان جہاد کے لئے وقف کر دی تھی - ۱۹۸۱ء میں انہیں کشمیر یونیورسٹی سری نگر نے ڈاکٹریٹ کی اعزازی ڈگری دی، گزشتہ سال متحدہ عرب امارات میں حاکم دبئی کی طرف سے "اول درجے کی اسلامی شخصیت" کا جو ایوارڈ دیا جاتا ہے اور جس کی مالیت دس لاکھ روپیہ ہے، اس کا حقدار بھی مولانا علی میاں کو قرار دیا گیا، یہ رقم بھی آپ نے بھارت میں قائم مسلمانوں کے رفاہی اداروں میں تقسیم فرمادی-

سید ابوالحسن علی ندوی تمام عمر اسلام اور اہل اسلام کے علاوہ تصنیف و تالیف میں مشغول رہے - بے شمار مضامین، مقالات کے علاوہ دو سو سے زائد چھوٹی بڑی کتب تصنیف کیں، ان کی کتاب القراۃ الراشدۃ کئی جگہ شامل نصاب ہے - **قصص النبیین للاطفال** (بچوں کے لئے نبیوں کی کہانیاں) بچوں کے علاوہ نو آموز عربی دانوں کے لئے بہت مفید کتاب ہے- مولانا کی تین کتابیں تو امت مسلمہ پر ان کا احسان ہے - علامہ اقبال کو عرب اور غیر عرب دنیا میں متعارف کرانے میں ان کی کتاب (روائع اقبال) کو بہت اہمیت حاصل ہے، دوسری کتاب تاریخ دعوت و عزیمت ہے، یہ مسلمان اہل حق اور اہل علم و دانش کی حوصلہ افزاء اور اثر انگیز تاریخ ہے، "مسلمانوں کے انحطاط سے دنیا نے کیا کھویا" تو بہت معرکے کی کتاب ہے، اسی سے وہ عرب اور اسلامی دنیا میں متعارف ہوئے اور مشرق و مغرب کے انداز فکر پر اس کتاب نے خاصا اثر ڈالا ہے، حتی کہ ایک برطانوی یہودی مستشرق نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ اگر میری

کہوں گا کہ یہ کتاب یا اس کا انگریزی ترجمہ مانی جائے تو میں برطانوی حکومت سے برطانیہ میں ممنوع قرار دے دیا جائے!!

"عالمی رابطہ ادب اسلامی" کا قیام مولانا ابوالحسن علی ندوی کا بہت بڑا کارنامہ ہے، اسلام انسانی فکر اور آزادی رائے پر کوئی پہرے نہیں بٹھاتا، بشرطیکہ اس سے انسانی معاشرہ کی تخریب اور بربادی نہ ہو، مگر جو آواز نیکی کے لئے بلند ہو، ظلم اور جہالت کے خلاف ہو، انسان کی خوشی اور سکون میں اضافہ کرے اور حقائق کو بلا کم و کاست پیش کر کے تعمیر انسانیت کا سامان کرے اسے تو اسلامی اور قرآنی تعلیمات میں خوش آمدید کہا گیا ہے- یہی باتیں اگر شعر و ادب کی صورت میں ہوں جیسا کہ ہم شاعر مشرق کے کلام میں دیکھتے ہیں تو یہی اسلامی ادب ہے - یہ ادب کوئی تخلیق کرے، کہیں بھی تخلیق ہو، یہ حکمت کی بات ہے اور مومن کی گم شدہ دولت ہے، ایک بزرگ تھے، ڈاکٹر عبدالرحمٰن رافت پاشا، جو ریاض یونیورسٹی سعودی عرب میں پروفیسر تھے، انہوں نے "اسلامی شاعری" کے عنوان سے طلبہ سے کچھ تحقیقی مقالات لکھوائے- جب یہ شائع ہوئے اور مولانا ابوالحسن علی ندوی نے دیکھے تو ان کے دل میں "عالمی رابطہ ادب اسلامی" کے عنوان سے اسلامی دنیا کے ادباء و شعراء کے لئے ایک پلیٹ فارم قائم کرنے کا خیال پیدا ہوا چنانچہ ۱۹۸۵ء میں ماہ رمضان المبارک کے دوران اولین وحی قرآن کی امین غار حرا کے سائے میں اور "اقرا" کی یاد کو سامنے رکھتے ہوئے مولانا نے یہ تنظیم قائم فرمائی آج اسی پلیٹ فارم کی شاخیں تقریباً ہر اسلامی ملک میں موجود ہیں جو فرقہ پرستی اور ملکی سیاست سے دور رہتے ہوئے اسلامی ادب کی تخلیق اور امت مسلمہ کی خدمت کا کام انجام دے رہی ہیں- اسی طرح اس تنظیم کی رکنیت کے دروازے بھی ہر مسلمان کے لئے بلا تفریق و امتیاز کھلے ہیں-

(بشکریہ روزنامہ نوائے وقت)

Scanned with CamScanner

پرویزیوں کو اجماع امت نے غیر مسلم قرار دے چکا ہے

قسط نمبر
گذشتہ سے پیوستہ

عبدالخالق بھٹی - کویت

بزم طلوع اسلام کے پرویزین یہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ آنجہانی پرویز کی دجالانہ تحریریں اس قدر قابل نفرت اور ابلسیت سے بھرپور ہیں کہ صاحب عقل مسلمان کبھی بھی انکی طرف متوجہ نہ ہونگے بلکہ حقارت سے ان پر لعنت بھیجیں گے لہٰذا انہوں نے ایک یہ وطرہ اختیار کیا ہوا ہے کہ پرویز کا کسی نہ کسی طرح اقبال قائداعظم اور تحریک پاکستان سے تعلق ظاہر کر کے عوام الناس کی پرویز کے بارے نفرت کا رخ موڑ دیا جائے اور وہ سیاسی رخ نے ان حضرات کے ساتھ عقیدت کے حوالے سے پرویز کی طرف متوجہ ہوں ارباب اختیار تک رسائی قائم رکھنے کیلئے یہ ایک سیاسی چال بھی ہے جس سے یہ وہ مخصوص پرویزی مفادات حاصل کرنا چاہتے ہیں یہ ایک الگ موضوع ہے جس پر انشاء اللہ علیحدہ روشنی ڈالی جائیگی - چنانچہ اپنے مقاصد باطلہ کی تکمیل کیلئے وہ عوام کو دھوکہ دینے کیلئے کبھی کہتے ہیں کہ پرویز فکر اقبال کا وارث ہے اس نے فہم قرآن اقبال سے سیکھا اور کبھی کہتے ہیں کہ پرویز نے قائداعظم کے دست راست ہونیکی حیثیت سے انکی دینی اور سیاسی رہنمائی بھی کی جسکی بدولت تحریک پاکستان کا میابی سے ہمکنار ہوئی وگرنہ معلوم نہیں کیا ہو جاتا کبھی کہتے ہیں کہ پرویز کے قائداعظم کے ساتھ قرب اور نظریہ پاکستان کیلئے پرویز کی نام نہاد جدوجہد پر بوجہ حسد علماء پرویز کے دشمن بن گئے اور یہ دشمنی آج تک چلی آرہی ہے -

احقر کے خیال میں اس صدی کا یہ آخری اور عظیم ترین شیطانی جھوٹ ہے جو بزم طلوع اسلام نے انتہائی ڈھٹائی اور بے شرمی سے گھڑا ہے جسکا سچائی سے دور کا بھی تعلق نہیں -

اقبال کے ساتھ پرویزی تعلق کے حوالے سے صرف اتنا کہیں گے کہ اگر اپنے طور پر کوئی بھی یک طرفہ دعوی کر دے کہ وہ فکر اقبال کا وارث ہے تو اسکو کیونکر تسلیم کیا جائے کیا اقبال کی

طرف سے طلوع اسلام کے پاس انکی کوئی سند ہے اقبال کے فرزند جسٹس (ر) جاوید اقبال حیات ہیں وہ ہی انکی گواہی دے دیں - آنجہانی پرویز نے قرآنی فکر کی جو باطل ، ابلیسانہ تاویلات اپنی کتابوں میں پیش کی ہیں اگر وہ اقبال کی زندگی میں ان کی نظر سے گزرتیں تو وہ پرویز پر لعنت بھیجنے والوں میں پیش پیش ہوتے بزم طلوع اسلام کو اقبال کے ساتھ اسطرح کا شیطانی مذاق بند کر دینا چاہیئے اور انکے نام کا سہارا لیکر اپنی دکان نہیں چمکانی چاہیئے یہ بدترین قسم کی مجرمانہ خیانت ہے تاریخ اس ناقابل تردید حقیقت کی امین ہے کہ تحریک پاکستان کو شروع کرنے والے اور کامیابی سے ہمکنار کرنے والے علمائے حق تھے جنہوں نے اپنی جانوں کی قربانیاں دیں جیلیں کاٹیں ملک بدر ہوئے تختہ دار پر لٹکے اور جب مسلم لیگ قائم ہوئی تو اسمیں شامل ہو کر تحریک کا نقشہ بدل دیا گلی گلی پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ کے نعروں کو بلند کر کے فرنگی و ہنود کے ایوانوں کو ہلا دیا قائداعظم نے ان علماء پر اعتماد کیا اور انکی جدوجہد کو انتہائی قدر و منزلت سے دیکھا اور جب پاکستان معرض وجود میں آگیا تو اسکی تو تاسیسی پرچم کشائی کراچی میں علامہ شبیر احمد عثمانی اور ڈھاکہ میں مولانا ظفر احمد عثمانی کے ہاتھوں سے کروائی پاکستان قائم ہونے پر علامہ شبیر احمد عثمانی - مولانا ظفر احمد عثمانی اور مولانا مفتی محمد شفیع

قائداعظم کو مبارکباد دینے کیلئے انکے ہاں گئے تو قائداعظم نے اپنی نشست گاہ سے اٹھکر ان کا خیر مقدم کیا اور استقبال کیا معانقہ و مصافحہ کے بعد ان حضرات کو اپنے پاس بٹھایا - مولانا شبیر احمد عثمانی نے حصول پاکستان پر قائداعظم کو مبارک باد پیش کی تو قائداعظم نے فرمایا

﴿مولانا مبارک باد تو اسکو ہے کہ آپ کی کوششوں سے یہ کامیابی ہوئی ہے -﴾

سرحد اور سہلٹ کے ریفرنڈم میں کامیابی حاصل کرنے کیلئے قائداعظم نے آبدیدہ ہو کر مولانا شبیر احمد عثمانی اور مولانا ظفر احمد عثمانی سے مدد کی درخواست کی چنانچہ ان دونوں حضرات نے جانفشاں محنت سے ان دونوں جگہوں پر جا کر رائے عامہ ہموار کی اور اللہ تعالی کی

Scanned with CamScanner

نصرت سے کامیابی حاصل ہوئی اور پھر پاکستان کے آئین کیلئے بھی قائداعظم نے علامہ شبیر احمد عثمانی کی طرف ہی رجوع کیا جنہوں نے قرارداد مقاصد مرتب کرکے پیش کی اپنی وفات کے بعد جنازہ پڑھانے کیلئے بھی قائداعظم نے علامہ شبیر احمد عثمانی کے بارے میں وصیت کی۔ ان واقعات سے خوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ قائداعظم کے دل میں علمائے کرام کا کس قدر احترام تھا اور وہ حصول پاکستان کیلئے انکی خدمات کو کس قدر عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اس سارے سینار یو میں آنجہانی پرویز کا دور دور کوئی ذکر و تعلق کسی بھی تاریخی حوالے سے نہیں ملتا اور نہ ہی یہ ذکر ملتا ہے کہ کسی پرویزی نے تحریک پاکستان کیلئے جان کی قربانی دی یا جیل کاٹی۔ معلوم نہیں آنجہانی پرویز کی وہ کونسی زیرزمین خدمات تھیں جو پاکستان کے معرض وجود میں آنے کا باعث بنیں اور تاریخ جن کے بارے میں بالکل خاموش ہے۔ بزم طلوع اسلام کا یہ اکتا دینے والا پروپیگنڈہ کہ پرویز نے نظریہ پاکستان کے حق میں نذیر نیازی کے مجلہ طلوع اسلام میں مضامین لکھ کر یہ میدان مارا انتہائی مضحکہ خیز ہے یہ کوئی کاغذی میدان نہیں تھا کہ آسانی سے مار لیا علمائے کرام کی عظیم عملی خدمات اور قربانیوں کے سامنے پرویز کی حدیث ہی کیا تھی جسے کوئی جانتا تک نہیں تھا اس کاغذی شیر نے اگر طلوع اسلام مجلہ میں کوئی مضامین لکھے بھی تھے تو وہ انگریز سرکار کا نمک خوار نوکر ہونے کی وجہ سے اپنا نام تک ظاہر کرنے کی ہمت و

جرات نہیں رکھتا تھا تاکہ اسکی نوکری نہ چھن جائے ایسا بزدل کم ظرف اور منافق شخص تحریک پاکستان کی کیا جنگ لڑ سکتا تھا کسقدر شرم اور ڈھٹائی کی بات ہے کہ بزم طلوع اسلام پھر بھی ایسے شخص کے سر پر تحریک پاکستان کی فتح کا خیالی تاج پہنا رہی ہے جسے کوئی تاریخ قبول کرنے کیلئے تیار نہیں ہاں اسلامیان پاکستان نے احادیث نبوی ﷺ کی تکفیر و توہین قرآن پاکستان کی معنوی تحریف اور من گھڑت اور بے سند تاویلات و تشریحات اور دیگر کفریات پرویز کی وجہ سے آنجہانی پرویز کو لعنت کا تاج ضرور پہنایا ہے جو انشاء اللہ قیامت کے بعد ۔ پرویز پر سجا رہیگا۔

محسن انسانیت مہد سے لحد تک

حضرت مولانا محمد انعام اللہ قاسمی مدظلہ

والدین سے درخواست کی جاتی ہے کہ اپنے بچوں کو یہ پیاری پیاری معلومات یاد کرائیں اور مدارس کے منتظمین اپنے طلباء کے تعلیمی نصاب میں داخل کردیں تاکہ وہ اپنے نبی ﷺ کے بارے میں کچھ جان لیں۔ ادارہ

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

(۱) ولادت باسعادت	بروز دوشنبہ ۔۔۔ ۹ ربیع الاول ۔۔۔ ۲۰ اپریل ۵۷۱ء
(۲) اسم مبارک	محمد اور احمد ﷺ
(۳) مقام و وقت پیدائش	مکہ معظمہ، مکان ابو طالب، بعد صبح صادق
(۴) والد اور والدہ کا اسم مبارک	عبداللہ، آمنہ
(۵) نانا ۔۔۔۔ نانی ۔۔۔۔ کا نام	وہب، برہ
(۶) کنبہ اور قبیلہ کا نام	بنو ہاشم قریش
(۷) چچا اور پھوپھیوں کی تعداد	۱۲ اور ۶
(۸) عقیقہ کی تاریخ عقیقہ کرنیوالا	ولادت کے سات دن بعد، ابو طالب
(۹) دودھ پلانے والیاں	آمنہ، ثویبہ، حلیمہ، سعدیہ
(۱۰) رضائی بھائی بہن (حلیمہ کی مناسبت سے)	انیسہ، شیما، عبداللہ، حذیفہ
(۱۱) رضائی بھائی بہن (ثویبہ کی مناسبت سے)	صرف حضرت حمزہؓ
(۱۲) حلیمہ کے یہاں مدت قیام	ابن اسحٰق کے مطابق ۶ برس
(۱۳) شق صدر کی تاریخ	۴ اور ۱۰ سال کی عمر، نبوت اور معراج کے وقت
(۱۴) مہر نبوت (کس نے لگائی، کیا لکھا تھا؟)	دربان رضوان نے ۔۔ محمد رسول اللہ ﷺ
(۱۵) کب لگائی ۔۔۔۔ کس جگہ لگائی؟	ابتدائی ولادت کے وقت،

Scanned with CamScanner

دونوں شانوں کے درمیان

(۱۶)والدہ محترمہ کی وفات آپ ﷺ کی عمر شریف (۶)سال

(۱۷)والد محترم کی وفات کے وقت آپ ﷺ کی عمر --آپ کی ولادت سے دوماہ قبل۔

(۱۸)والدہ محترمہ کے بعد آپکی پرورش کرنیوالے — عبدالمطلب آپ کے جدامجد

(۱۹)دادا کی وفات کے وقت آپ کی عمر شریف — ۸سال ۲ماہ ۱۰دن

(۲۰)دادا نے کتنی عمر پائی؟ — ۸۲سال

(۲۱)شام کا پہلا سفر اور رفیق سفر — ۱۲سال کی عمر آپکے چچا ابو طالب

(۲۲)عیسائی راہب سے ملاقات (جگہ اور نام) — جر جیس (بصری) پر مشہور حبیر اتھا

(۲۳)آپ کی شرکت جنگ (نبوت سے پہلے) — حرب فجر، قتال نہیں فرمایا

(۲۴)شام کا دوسرا سفر اور رفیق سفر — ۲۵سال کی عمر میں غلام میسرہ کیساتھ

(۲۵)راہب سے ملاقات — نام نسطورا، جگہ بصری

(۲۶)مقصد سفر ----نتیجہ — تجارت ---بھاری نفع

(۲۷)آپ ﷺ کا پہلا نکاح و عمر — حضرت خدیجہ الکبریٰؓ ۴۰سال، حضرت محمد ﷺ ۲۵سال

(۲۸)خانہ کعبہ کی تعمیر کے وقت آپ ﷺ کی عمر ۳۵سال

(۲۹)بعثت نبوی کی تاریخ اور آپ ﷺ کی عمر شریف ----بروز پیر ۹ربیع الاول ۴۰سال ایک دن

(۳۰)پہلی وحی اور مقام — سورہ علق کی ابتدائی آیات ---غار حرا

(۳۱)آپ ﷺ کی تبلیغ کا آغاز — پوشیدہ طریقہ سے تبلیغ شروع فرمائی

(۳۲)دعوت اولیٰ پر لبیک کہنے والے — حضرت ابو بکرؓ، حضرت خدیجہؓ حضرت علیؓ، حضرت زیدؓ

(۳۳)مسلمانوں کی تعداد — تین سال میں ۳۰ حضرات مسلمان ہوئے

(۳۴)حضرت حمزہ و حضرت عمر کا قبول اسلام کا سنہ ---۶/سال نبوی

(۳۵)معجزہ شق القمر — ہجرت سے تقریباً پانچ سال پہلے

(۳۶)زمانہ نبوت کی ہجرتیں — ہجرت حبشہ اولیٰ و حبشہ ثانی، ہجرت مدینہ

(۳۷)شعب ابی طالب میں محاصرہ کی مدت — ۳/سال

(۳۸)شعب ابی طالب کے معاہدے کی شکل — منصور بن عکرمہ بن عامر بن ہاشم نے دی

(۳۹)دستاویز کہاں لٹکائی؟ — خانہ کعبہ کی دیوار پر

(۴۰)بائیکاٹ کی ابتداء و انتہاء — آغاز ماہ محرم ۷/نبوی ھ، اختتام ماہ محرم ۱۰/نبوی ھ

(۴۱)محاصرہ کا اختتام کرنے والے — زمعہ بن الاسود، ہشام بن عمرو زہیر مطعم ابو البختری

(۴۲)عام الحزن (غم کا سال) — سنہ ۱۰نبوی وفات ابو طالب و حضرت خدیجہ

(۴۳)ابو طالب و خدیجہ کی عمر (بوقت وفات) — ۸۵سال----۶۵سال

(۴۴)طائف کا سفر اور رفیق سفر — آخری شوال سنہ ۱۰ھ حضرت زید بن حارثہ

(۴۵)سرداران طائف — عبدیا لیل، مسعود، حبیب

(۴۶)واپسی پر آپ ﷺ نے کہاں پناہ لی؟---عتبہ، شیبہ، پسران ربیعہ کے باغ میں

(۴۷)خوشہ انگور پیش کرنے والا غلام — عداس نصرانی، نینوا کا باشندہ

(۴۸)وادی نخلہ کا واقعہ — سات جنات نے قرآن پاک سن کر اسلام قبول کیا

(۴۹)طائف سے مکہ میں واپسی — ایک ماہ بعد ذوالقعدہ سنہ ۱۰نبوی

(۵۰)واقعہ معراج — ۲۷رجب المرجب سنہ ۱۰نبوی

(۵۱)معراج----ابتداء و انتہاء — حضرت ام ہانی کے مکان سے

Scanned with CamScanner

(۵۲)آپ ﷺ کے ہم رکاب	سدرۃ المنتہیٰ تک حضرت جبرئیل و حضرت میکائیل
(۵۳)تحفہ معراج	پنج وقتہ نماز
(۵۴)مدینہ شریف میں اسلام کی ابتداء	سنہ ۱۱ نبوی
(۵۵)بیعت عقبہ اولی ---- کب اور کتنے آدمی ؟	---ذی الحجہ، سنہ ۱۲ نبوی --- ۱۲ آدمی
(۵۶)مدینہ منورہ میں جمعہ ---- کب ----•	سنہ ۱۲ نبوی (اسعد بن زرارہ نے پہلا جمعہ پڑھایا)
(۵۷)بیعت عقبہ ثانیہ	سنہ ۱۲ نبوی --- ۷۰ سے زائد افراد نے بیعت کی
(۵۸)ہجرت کے وقت آپ ﷺ کی عمر شریف	۵۳ سال
(۵۹)آپ ﷺ کے قتل کے مشورے میں	۱۴ سرداران قریش تھے
(۶۰) قتل کی تجویز پیش کرنے والا کون ؟	ابو جہل تھا
(۶۱)ہجرت کا آغاز	۲۶-۲۷ صفر، سنہ ۱۴ نبوی کی درمیانی رات
(۶۲)رفیق سفر	حضرت ابو صدیقؓ
(۶۳)کفار کے مشوروں کا مخبر و سفر کا رہبر	عبداللہ بن ابوبکر و عبداللہ بن اریقطؓ
(۶۴)غار ثور سے روانگی	دوشنبہ یکم ربیع الاول سنہ (۱)ھ
	حضرت عامر بن فہیرہؓ کی پیشکردہ اونٹنیوں پر
(۶۵)اونٹنی کا نام	قصواء یا جدعا
(۶۶)۱۰۰ اونٹوں کی لالچ میں تعاقب کرنیوالا	سراقہ بن مالک بن جعشم مدلجی
(۶۷)قباء میں داخلہ	دوشنبہ، ۸ ربیع الاول سنہ (۱)ھ

(۶۸)مقام قیام و کارنامہ	کلثوم بن ہدم کے یہاں، مسجد قبا کی تعمیر
(۶۹)مدت قیام	صرف چار دن
(۷۰)مدینہ شریف میں قیام و مدت	حضرت ابو ایوب انصاریؓ ۷ ماہ
(۷۱)مد مقابل --- یہودی --- و --- مشرک	بنو نضیر، بنو قریضہ، بنو قینقاع
(۷۲)مدینہ منورہ کے فرقے	مسلمان، یہودی، منافق
(۷۳)تعمیر مسجد نبوی کس نے کی ؟	حضور ﷺ اور صحابہ کرامؓ، سنہ (۱)ھ
(۷۴)کل غزوے	۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۴ یا ۲۷
(۷۵)کل سریے	۳۵، ۳۸، ۴۰، ۴۸ یا ۵۶
(۷۶)معرکہ بدر	بروز جمعہ --- ۱۷ رمضان المبارک
(۷۷)تعداد و سردار	مسلمان ۳۱۳ (حضور ﷺ) کفار ۱۰۰۰ (ابو جہل)
(۷۸)نتیجہ	مسلمانوں کی فتح
(۷۹)غزوہ احد تعداد و سردار	سنہ ۳ھ مسلمان ایک ہزار (حضور ﷺ) کفار تین ہزار
(۸۰)دندان مبارک کی شہادت	عتبہ بن وقاص کے پتھر پھینکنے سے
(۸۱)خود کی کڑیاں	عبداللہ بن قیمہ کے حملہ سے چہرہ اقدس میں گھس گئیں، ابن جراہ نے نکالیں
(۸۲)پیشانی مبارک کو زخمی کرنے والا	عبداللہ بن شہب زہری تھا مالک بن سنان نے خون چوسا
(۸۳)نتیجہ جنگ احد	اولاً فتح، ثانیاً شکست، بین بین
(۸۴)آپ ﷺ کی غزوہ دومۃ الجندل	بروز شنبہ ۲۵ ربیع الاول سنہ ۵ھ
(۸۵)نتیجہ جنگ	لڑائی نہیں ہوئی
(۸۶)آپ ﷺ کی روانگی --- غزوہ بنی المصطلق	شنبہ ۲ شعبان المعظم --- ۵ھ

Scanned with CamScanner

(۸۷) نتیجہ جنگ	مسلمانوں کی فتح
(۸۸) غزوہ خندق	سنہ ۵ھ (بڑا اہم واقعہ ہے)
(۸۹) خندق کھودنے والے	آنحضرت ﷺ اور آپؐ کے پیارے اصحاب
(۹۰) نتیجہ	مسلمانوں کی کامیابی --- کفار کا فرار
(۹۱) غزوہ نبی قریظہ	چہار شنبہ، ذی القعدہ --- ۵ھ
(۹۳) صلح حدیبیہ کے بعد	سنہ ۶ھ --- بڑا اہم واقعہ
(۹۴) مکہ معظمہ جانے کا سبب	رسول اکرم ﷺ کا خواب
(۹۵) مکہ سے روانگی	یکم ذی القعدہ --- سنہ ۶ھ
(۹۶) نتیجہ	چند شرطوں کیساتھ صلح ہوئی
(۹۷) صلح حدیبیہ کے بعد	امیروں وبادشاہوں کو خطوط کے ذریعے اسلامی دعوت
(۹۸) غزوہ خیبر	اخیر محرم الحرام --- سنہ ۷ھ

(۹۹) اسلامی فوج کی تعداد --- اور --- نتیجہ --- سولہ سو (۱۶۰۰) ------- کامیابی

(۱۰۰) عمرۃ القضاء ---- تعداد ---- ذی القعدہ --- ۷ھ ----- ۲۰۰۰

(۱۰۱) غزوہ موتہ ------ نتیجہ ------ جمادی الاولی، ۸ھ، اسلامی فوج غالب رہی

(۱۰۲) مدینہ سے مکہ کیلئے اسلامی لشکر کی روانگی --- بعد نماز عصر ۱۰ رمضان المبارک ۸ھ فتح

(۱۰۳) ابوسفیان کو دربار رسالت کا اعزاز ------ جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو، وہ مامون ہے

(۱۰۴) حضور ﷺ کا مکہ مکرمہ میں دخول	مقام کدا (بالا منزل) سے ہوا
(۱۰۵) دخول کے وقت آپ ﷺ کا پڑھنا	انا فتحنالك فتحامبينا کا ورد جاری تھا
(۱۰۶) دخول کے بعد آپ ﷺ کا عمل	ام ہانی کے گھر غسل فرمایا اور ۸ رکعات نماز ادا کی
(۱۰۷) بتوں کو گرانا	ایک کمان سے اشارہ، جاء الحق کی تلاوت
(۱۰۸) مکہ والوں کیساتھ آپ ﷺ کا سلوک	تم سب آزاد ہو، تم پر کوئی سرزنش نہیں
(۱۰۹) خانہ کعبہ کی کنجی	پہلے عثمان بن طلحہؓ کے پاس تھی، انہی کو دیدی

(۱۱۰) آپ ﷺ کا قیام --- مکہ معظمہ	مقام خیف میں
(۱۱۱) غزوہ حنین اور مسلمانوں کی تعداد	۶ شوال ۸ھ --- ۱۲ ہزار
(۱۱۲) آپ ﷺ کے خچر کو تھامنے والا	سیدنا حضرت عباسؓ
(۱۱۳) غزوہ حنین کے سپہ سالار --- نتیجہ	آنحضرت ﷺ اولاً شکست، بعد میں فتح
(۱۱۴) عمرہ جعرانہ	آخر ماہ ذی القعدہ --- سنہ ۸ھ
(۱۱۵) غزوہ تبوک (بڑا اہم واقعہ)	پنج شنبہ، رجب المرجب، سنہ ۹ھ
(۱۱۶) سربراہ --- و --- تعداد	آنحضرت ﷺ ۳۰،۰۰۰ ہزار
(۱۱۷) مدت قیام اور آمد و رفت کے کل ایام	۲۰ دن --- کل پچاس روز
(۱۱۸) نتیجہ	لڑائی نہیں ہوئی، علاقوں کے حکام نے امان نامہ حاصل کرلیا
(۱۱۹) حجۃ الوداع	۱۰ھ - تعداد ایک لاکھ سے زیادہ
(۱۲۰) کتنے اونٹ قربان کئے اور کس نے؟	آپ ﷺ نے ۶۳ اور حضرت علیؓ نے ۳۷ نے
(۱۲۱) آپ ﷺ کا آخری سریہ	سریہ اسامہ تھا، دو شنبہ ۲۶ صفر المظفر ۱۱ھ
(۱۲۳) مرض کا آغاز	دو شنبہ ۲۹ صفر المظفر ۱۱ھ بقیع الفرقد سے واپسی پر درد شروع ہوا
(۱۲۴) آغاز مرض میں آپ ﷺ کہاں تھے	حضرت میمونہؓ کے یہاں تھے
(۱۲۵) آخری ایام --- بیماری کے آخری ۱۳، ۱۴ دن	حضرت عائشہؓ کے یہاں تھے
(۱۲۶) سب سے آخری نماز و تلاوت	پنج شنبہ، نماز مغرب، سورہ المرسلات
(۱۲۷) آخری خطبہ	چہار شنبہ کو بعد نماز ظہر (وفات سے ۵ دن قبل)
(۱۲۸) ایام مرض میں کس نے نماز پڑھائی	سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ نے
(۱۲۹) تعداد نماز جنکی آپؐ امامت نہ کر سکے	۱۷ نماز تھیں
(۱۳۰) وفات سے ایک دن پہلے	آپ ﷺ نے تمام غلام آزاد کیے، گھر میں رکھے ہوئے سات دینار صدقہ کر دیئے اور ہتھیار مسلمانوں کو ہبہ کر دیئے

(۱۳۱) آپ ﷺ کی آخری نماز	نماز فجر تھی
(۱۳۲) آپ ﷺ کی آخری وصیت	نماز، نماز اور لونڈی غلام
(۱۳۳) صحابہ کرامؓ نے آخری زیارت	دوشنبہ، نماز فجر میں کی
(۱۳۴) آخری تمنا مسواک کرنے کی	سیدہ حضرت عائشہؓ نے پوری کی
(۱۳۵) زبان مبارک پر سب سے آخری کلمات	اللھم بالرفیق الاعلی تھے
(۱۳۶) تاریخ رحلت	دوشنبہ --- بوقت چاشت ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ ۹ جون ۶۳۳ء
(۱۳۷) سر مبارک بوقت وفات	سیدہ حضرت عائشہؓ کی گود میں تھا
(۱۳۸) کل عمر مبارک	۶۳ سال ۴ دن
(۱۳۹) غسل	منگل کے دن بلا کپڑے اتارے دیا گیا
(۱۴۰) نماز جنازہ میں شرکت کرنیوالے	تیس ہزار افراد تھے
(۱۴۱) مقام دفن	سیدہ حضرت عائشہؓ کے حجرہ میں
(۱۴۲) وقت تدفین	چار شنبہ کی رات
(۱۴۳) قبر مبارک	بغلی تھی --- کوہان نماء بنائی گئی

(بہ شکریہ رسالہ تزکیر انڈیا)

بقیہ ص ۴۸

۲۶ جنوری بروز بدھ چراٹ روڈ پبی میں جامعہ عثمانیہ کے شعبہ حفظ کا پہلی افتتاحی تقریب اللہ تعالی کے فضل و کرم سے ہوکر با قاعدہ پڑھائی کا آغاز کیا گیا۔

فی الحال شعبہ حفظ کے لئے دو اساتذہ مولانا قاری محمد زاہد اور قاری احمد گل صاحب کے علاوہ سکول کی پڑھائی کے لئے مولانا نصیر الدین صاحب مقرر کیے ہیں۔

اور درس نظامی میں بھی اساتذہ کی کمی کے باعث مزید ایک استاد مولانا رشید احمد صاحب کا تقرر کیا گیا ہے۔ موصوف جامعہ مظہر العلوم مینگورہ کے فاضل ہیں اللہ تعالی جامعہ کے تمام نئے اساتذہ کرام کی تقرری خود ان کے لئے اور جامعہ کے لئے مبارک اور باعث خیر و برکت بنائے۔

اخبار الجامعہ

مولانا حمید اللہ جان

گزشتہ سال مجلس تعلیمی کے اجلاس منعقدہ رجب ۱۴۲۰ھ کے فیصلے کے مطابق حفظ کا داخلہ ۱۵ فروری قدیم طلبہ کا داخلہ ۱۶ فروری تخصص کا داخلہ ۲۰ فروری کو کیا گیا۔ اور جدید طلبہ کا داخلہ ۱۷، ۱۸، ۱۹ فروری اور درجہ حفظ کے داخلے کے لئے تقریباً ۸۰ طلبہ حاضر ہوئے تھے۔ جس میں سے ۴۰ طلبہ کو داخلہ دیا گیا۔ شعبہ حفظ میں داخلہ لینے کے لئے عمر کا معیار ۱۲ سال سے لیکر ۱۶ سال تک مقرر رہا۔ ناظرہ پڑھے ہوئے کا ناظرہ قران میں اور چند پاروں کے حافظ کا حفظ و تجوید میں امتحان لینا اولین شرائط میں سے تھا۔

واضح رہے کہ انٹرویو حضرت مفتی صاحب کی سرپرستی میں حفظ کے دو نئے اساتذہ حافظ قاری مولانا محمد زاہد صاحب اور قاری حافظ گل احمد صاحب (فضلاء جامعہ تحسین القرآن حکیم آباد نوشہرہ) نے لیا۔

۱۶ فروری کو درس نظامی کے قدیم طلباء داخلہ کی تجدید کے لئے حاضر ہوئے پہلے قدیم طلبہ کے داخلہ کی تجدید اس بناء پر کی جاتی ہے تاکہ جدید طلبہ کے داخلہ کی گنجائش معلوم ہو۔ ۲۰۰ میں سے ۱۸۰ قدیم طلباء نے داخلہ کی تجدید کی۔

۱۷، ۱۸، ۱۹ فروری کو تقریباً ۳۰۰ نئے طلبہ نے داخلہ کے فارم وصول کیے اور امتحان داخلہ میں شرکت کی۔ حسب معمول داخلہ کا طریقہ کار یہ تھا کہ ہر درجہ کے امیدواروں کے لئے روزانہ نیا پرچہ بنایا جاتا جو پڑھی ہوئی کتابوں سے منتخب چھ سوالات پر مشتمل ہوتا۔

صبح گیارہ بجے سے دو بجے تک پرچہ کا ٹائم ہوتا جس کی نگرانی جامعہ کے اساتذہ کرام فرماتے اساتذہ کرام پرچے چیک کر کے دوسرے دن پرچہ شروع ہونے سے پہلے دفتر تعلیمات میں نتیجہ جمع کرادیتے۔ پھر دو بجے سے لیکر چار بجے تک دفتر اہتمام میں چیک

Scanned with CamScanner

لئے ہوئے پرچوں سے ۹۰ فیصد سے لیکر ۶۰ فیصد تک نمبرات حاصل کرنے والوں
لسٹ تیار کرلی جاتی پھر عصر کے بعد یا مغرب کے بعد کامیاب طلبہ کی فہرست نوٹس بور
پر آویزاں کر کے انہیں مقررہ تاریخ پر انٹرویو کیلئے اپنے سرپرست حضرات کے ساتھ
حاضری کے لئے بلایا جاتا-واضح رہے کہ جامعہ کی مجلس تعلیمی نے گذشتہ سال اپنے
اجلاس منعقدہ جمادی الاخری ۱۴۲۰ھ میں یہ فیصلہ کیا تھا کہ تعلیمی سال نمبر ۸ کے لئے
کل ۲۱۰ طلبہ کو داخلہ دیا جائے گا- مگر طلبہ کی کثرت ، قابلیت طلبہ اور ان کے
سرپرستوں کے جذبہ دینی سے مجبور ہو کر مقررہ تعداد سے بہت زیادہ یعنی کل ۲۳۰
طلبہ کو داخلہ دینا پڑا -

جس کے ساتھ طلبہ کی رہائش گاہوں کی کمی کے باعث تقریباً ۵۰ طلبہ جامعہ کی مسجد
میں اور ۱۰ طلبہ برآمدے میں رہائش پذیر ہیں-نا قابل برداشت سردی سے بچنے کے لئے
فی الحال عارضی طور پر برآمدے میں پڑے طلبہ کے لئے شعبہ مالیات نے چیک لٹکائے
ہیں تاہم جامعہ اس سے متبادل صورت کے لئے کوشاں ہے-

درجہ تخصص فی الفقہ الاسلامی والافتاء میں داخلے کا امتحان ۲۰ فروری کو ہوا- جس میں
مختلف مدارس کے کل ۲۳ فضلاء نے شرکت کی-

درجہ تخصص کے پرچے تین حضرات نے چیک کر کے الگ الگ لسٹ تیار کر کے نمبر
لگائی پھر تینوں لسٹوں کے اوسطاً حاصل کردہ نمبرات میں میرٹ لسٹ تیار کی گئی- جن
میں قابلیت کے معیار پر گیارہ شرکاء انٹرویو کے لئے بلائے گئے- مجموعی طور پر سات
طلبہ کا داخلہ منظور ہوا جبکہ ۶ شرکاء گزشتہ سال کے فضلاء سے دوسرے سال میں
مقالہ لکھنے میں مصروف ہیں- ۲۴ جنوری بروز پیر جامعہ میں آٹھویں تعلیمی سال کے
درس نظامی کا افتتاح ختم قرآن پاک اور حضرت مفتی صاحب کی درس مشکوۃ سے ہوا
جبکہ ۲۵ جنوری بمطابق ۱۴۲۰ھ سے جامعہ میں باقاعدہ پڑھائی شروع ہوئی- بقیہ صفحہ ۴۶

طلباء میں علمی اور تحقیقی ذوق پیدا کرنے کے لئے مراجع وماخذ
کے وسیع کتب خانہ کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے جامعہ
نے گذشتہ دو سال "عام الفقہ" اور "عام الحدیث"
کے نام سے اپنا کر بحمد اللہ اہل خیر حضرات کی توجہات سے
وافر ذخیرہ جمع کر چکا ہے امسال یعنی تعلیمی سال نمبر 8

عام التفسیر

یعنی تفاسیر اور قرآنی علوم سے وابستہ کتب خریدنے کا عزم رکھتے ہیں
جس کے لئے سال رواں کے تخمینی بجٹ میں کم از کم

3,00,000

یعنی تین لاکھ روپے کی کتابیں خریدنے کا ارادہ رکھتے ہیں- جو
حضرات اس میدان میں قربانی کا ارادہ رکھتے ہیں اور صدقہ
جاریہ کی بہترین صورت میں قرآنی علوم کی کتابیں خرید کر طلباء
کی سرپرستی کرتے ہیں-

اولین فرصت میں رابطہ کر کے حصہ لیں اور زیادہ سے زیادہ
کتابیں خریدنے کی کوشش کریں

ناظم:- مکتبہ جامعہ عثمانیہ پشاور

Scanned with CamScanner

REGD. NO.P-402 MONTHLY AL ASR PESHAWAR

جامعہ عثمانیہ پشاور

Jamia Usmania Peshawar

منافع بخش کاروبار میں شرکت کی دعوت !

یاایھاالذین امنوا ھل ادلکم علی تجارۃ تنجیکم من عذاب الیم (الصف/۱۰)

اے ایمان والو - میں بتلاؤں تم کو ایسی سوداگری جو بچائے تم کو ایک دردناک عذاب سے

کیا آپ چاہتے ہیں ؟ ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے یقیناً چاہتے ہوں گے کہ آپ کی حلال آمدنی دنیا و آخرت میں آپ کی بھلائی کا ذریعہ بنے تو اللہ تعالی کی رضامندی کا پر خلوص جذبہ اپناتے ہوئے قرب و جوار میں غرباء، فقراء، یتیم بچوں کا سہارا بنیں اور دین کے کاموں خصوصاً مدارس عربیہ کی سرپرستی فرماتے ہوئے اپنا مال دین سیکھنے والوں پر خرچ کریں۔

اس سلسلہ میں ﴿جامعہ عثمانیہ پشاور﴾ کو نہ بھولیں جس کے تعلیمی سال نمبر 8(۲۱-[illegible]) کا سالانہ تخمینی بجٹ ۳۲٬۰۱٬۱۸۵ بتیس لاکھ ایک ہزار [illegible] روپے ہے۔ جس میں تین لاکھ روپے کتب تفسیری [illegible] اور چودہ لاکھ روپے تعمیرات کے لئے ہیں۔ آپ کی زکواۃ و عطیات اور چرم قربانی کا بہترین مصرف ﴿جامعہ عثمانیہ پشاور﴾ ہمیشہ کے لئے توجہات کی فہرست میں رکھیں۔

آپ کا خیر اندیش
مفتی غلام الرحمن

Scanned with CamScanner